(لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا صحیح بخاری ومسلم)

اللہ کی راہ (جہاد) میں ایک صبح یا ایک شام (وقت دینا) دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے

فضائل الجہاد



تالیف

ابی عبد الصبور عبد الغفور دامنی حفظہ اللہ

مقدمہ

فضیلۃ الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

ناشر: مدرسہ دار السنۃ تگران آباد مکران بلوچستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

فضائل الجہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ------------------- فضائل الجہاد

مؤلف ------------------- ابی عبد الصبور عبد الغفور دامنی مہتمم مدرسہ دار السنۃ نگران آباد تمپ
امیر جمعیت اہل حدیث مکران ڈویژن، بلوچستان

مقدمہ ------------------- فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

تعداد ------------------- 2100

اشاعت اول ------------------- 23-11-2013

تعاون ------------------- جمعیت اہلحدیث سندھ

ناشر ------------------- ناشر: مدرسہ دار السنۃ نگران آباد مکران بلوچستان

ملنے کا پتہ

المعہد الدینی پنجگور مکران	0855-612229
جمعیۃ الدعوۃ الخیریۃ تربت مکران	0321-3591211
جامعہ ابی بکر الاسلامیہ گلشن اقبال کراچی	0213-4993313
الجامعہ الستاریہ الاسلامیہ گلشن اقبال کراچی	0213-4980877
الجامعہ السلفیہ دعوۃ الحق کوئٹہ	08102880280-1
الجامعہ الاسلامیہ السلفیہ چاہ سر تربت	02852-411105
حرمین پبلیکیشنز کراچی	0333-3030804
دار السلام شوروم لاہور	042-7232400
فضلی بک سپر مارکیٹ اردو بازار کراچی	
مدرسہ تعلیم القرآن الندور بلیدہ	0852-623114
مرکز القرآن والسنۃ الخیری پنجگور	642201
مدرسہ دار التوحید تسپ پنجگور	611115
مدرسہ دار التوحید اورماڑہ	0863-310145
محمدی مسجد اہل حدیث چاکیواڑہ کراچی	
مکہ ہوٹل لیاری کراچی	0213-2526585
مکتبہ رحمانیہ بوہرہ پیر کراچی	
مکتبہ قرآن وحدیث کورٹ روڈ کراچی	
مکتبہ امام بخاری کورٹ روڈ کراچی	

مدرسہ دار السنۃ نگران آباد تمپ	0321-2642281
المعہد السلفی للتعلیم والتربیۃ کراچی	021-34610381
راشدی مسجد اہل حدیث موسیٰ لین کراچی	0333,0300-3996630

(لَغَدوَةٌ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ أَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔ صحیح بخاری و مسلم)

اللہ کی راہ (جہاد) میں ایک صبح یا ایک شام (وقت دینا) دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے

فضائل الجہاد

تالیف
ابی عبد الصبور عبد الغفور دامنی حفظہ اللہ

مقدمہ
فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

ناشر: مدرسہ دار السنۃ تگران آباد مکران بلوچستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

لا الہ الا اللہ

تقدیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وبعد

زیرِ نظر رسالۂ نافعہ، فضائل جہاد کے عنوان سے معنوَن ہے، ہمارے انتہائی فاضل دوست اور بھائی فضیلۃ الشیخ عبدالغفور دامنی ﷾ کی تالیفِ لطیف ہے، یہ رسالہ گو باعتبارِ حجم چھوٹا محسوس ہوتا ہے، مگر اپنے موضوع میں اختصار و جامعیت کا ایک حسین مرقع ہے۔

اس عظیم رسالہ میں جہاد کی فضیلت میں چالیس احادیث ذکر کی گئی ہیں، جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ، صحیح بخاری اور پھر صحیح مسلم سے لی گئی ہیں، اس حسنِ اختیار و انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کتب کی صحت میں کوئی شک نہیں ہے، بلکہ انہیں پوری امت کے علماء کا تلقی بالقبول حاصل ہے۔

شیخ عبدالغفور متعنا اللہ بطول حیاتہ نے صرف سردِ احادیث پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ ہر حدیث کے سلیس ترجمہ کے بعد، اس سے حاصل ہونے والے علمی فوائد و نکات کا بھی ذکر فرمادیا ہے، جس سے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگ گئے، فجزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء۔

احادیث کے ذکر سے قبل، موضوع کی مناسبت سے چند قرآنی آیات سے رسالہ کا آغاز کیا ہے، جو عین سلف صالحین کے طریقہ اور منہج کے مطابق ہے، پھر علمی راہوں پر چلنے والے کیلئے، حصولِ برکت کا اس سے بہتر کوئی راستہ نہیں ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

جہاد ایک خالصۃً عربی وشرعی اصطلاح ہے، جس کا مادہ (جھد) ہے، جس کا معنی بہت زیادہ کوشش کرنا ہے، کما قال اللہ تعالیٰ: وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾ (العنکبوت:٦٩)

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا ساتھی ہے۔

جہاد کی اس لغوی حقیقت کے پیش نظر بہت سی تفصیل وتقسیم کی جاسکتی ہے، مطولات میں تفصیلی بیان موجود ہے، قولہ تعالیٰ: [وَتُجَاهِدُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ] (الصف:١١) میں جہاد کی دو قسمیں سامنے آرہی ہیں ① جہاد بالنفس ② جہاد بالمال، رسول اللہ ﷺ کی حدیث [أفضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر] سے جہاد باللسان مفہوم ہو رہا ہے، رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث: [المجاهد من جاهد نفسه] سے واضح ہو رہا ہے کہ نفس کی ہر طغیانی وسرکشی کے مقابلہ میں ڈٹ جانا اور باز آنے کی بھرپور کوشش کرنا بھی جہاد ہے۔

بہر حال دین اسلام میں ہر اچھی کوشش، جہاد قرار دی گئی ہے اور اسے پذیرائی سے نوازا گیا ہے، ہر قسم کا جہاد اپنے اپنے مقام پر فضیلت واہمیت کا حامل ہے اور ایک مومن اپنی بصیرت سے ان مواقع کا تعین کرلیتا ہے۔

رسالہ ہذا کا موضوع جہاد بالسیف یعنی قتال ہے، جو جہاد کا اہم ترین شعبہ ہے، جبکہ جہاد کا سب سے اہم شعبہ جہاد باللسان یعنی دعوت الی اللہ ہے، جسے قرآن مجید نے جہاد کبیر کہا ہے: [وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا] (الفرقان:٥٢)

جہاد دین اسلام کی چوٹی ہے اور بلند وبالا چوٹیاں سر کرنے والے بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں، اسی لئے شریعت نے جہاد کی ترغیب وتحریض دلائی ہے، یہ رسالہ بھی اسی ترغیب کا مظہر ہے۔

فرمان رسول ﷺ: [ولكن جهاد ونية] سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک مومن کا جہاد کے تعلق سے یہی کردار ہونا چاہئے کہ جب جہاد عملی طور پر قائم ہو اور اس کی صحت

کے تمام شرائط وضوابط متوفر ہوں تو اس میں ضرور شرکت کی جائے ،اور جب عملاً جہاد موجود نہ ہو تو جہاد کی نیت وعزم لے کر بیٹھا جائے ،اللہ تعالیٰ نیتوں کو جاننے والا ہے، نیز یہ بھی جانتا ہے کہ کس کی نیت اس کی رضاء کیلئے سچی ہے اور کس کی نیت محض دنیا کی شہرت اور مال وزر کے حصول پر قائم ہے۔

بہر حال جہاد کے تعلق سے ایک مومن ہمیشہ ان دو محوروں پر قائم رہتا ہے، اگر جہاد جاری وقائم ہے تو عملاً اس میں شریک ہوتا ہے اور اگر کسی وقت قائم نہ ہو تو جہاد کی نیت صادقہ لئے رہتا ہے، اس کے بغیر زندگی کو نفاق قرار دیا گیا ہے، لقولہ ﷺ :[من مات ولم يغزو ولم يحدث به نفسه فقد مات على شعبة من النفاق]

اسی لئے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے :[رب قتيل بين الصفين الله اعلم بنيته] بہت سے لوگ دوصفوں کے بیچ قتل ہو کر گر پڑتے ہیں اور ان کی نیت کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔

معلوم ہوا کہ صرف جہاد کا نام یا عمل کفایت نہیں کرتا جب تک نیتِ صادقہ کا استحضار نہ ہو، نیز جب تک یہ سارا عمل اقامتِ دین، اقامتِ توحید اور اعلاء کلمۃ اللہ کی اساس پر قائم نہ ہو، والله تعالى ولي التوفيق.

ہم اپنے محترم شیخ عبدالغفور دامنی ﷾ کی صحت اور علمی وعملی استقامت وبرکت کیلئے دعا گو ہیں جنہوں نے بڑی محنت کے بعد صحیحین سے ان احادیث کا انتخاب ترجمہ وتشریح کے ساتھ پیش فرمایا، اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمالے اور اسے ان کے میزانِ حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس رسالہ کی طباعت میں تمام معاونین ومساہمین کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم.

وکتبہ/عبداللہ ناصر رحمانی

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ من یھدہ اللہ فلامضل له ومن یضلل فلا ھادی له ،وأشھد أن لا الہ الااللہ وحدہ لاشریك له و أشھد أن محمداً عبدہ ورسوله أما بعد.

یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جس کو میں نے جہاد کے موضوع پر جمع کیا ہے اور وہ صرف چالیس أحادیث کا مجموعہ ہے جو کہ صرف صحیح بخاری و صحیح مسلم کے چند منتخب شدہ احادیث پر مشتمل ہے۔

اگرچہ فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں) ہر اس نیکی والے کام کو کہا جا سکتا ہے جو کہ کامل خلوص کے ساتھ خالص اللہ کیلئے کیا جائے مگر قرآن و حدیث کی اصطلاح میں یہ (فی سبیل اللہ) لفظ عموماً جہاد فی سبیل اللہ کیلئے استعمال ہوا ہے۔

وجۂ تألیف

ہر ایجاد کیلئے عموماً کچھ نہ کچھ اسباب یا کم از کم ایک سبب ہوتا ہے تو اس قانون کی بناء پر اس مختصر رسالہ کیلئے بھی کچھ اسباب ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

(الف) معلوم ہونا چاہئے کہ جہاد فی سبیل اللہ بہترین و افضل ترین اعمال میں سے ہے جس کو اللہ کے رسول ﷺ نے اسلام کا کوھان قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

عن معاذ بن جبل قال: کنت مع النبی ﷺ فی سفر فأصبحت یوما قریبا منه ونحن نسیر، فقلت یا نبی اللہ أخبرنی بعمل یدخلنی الجنة ویباعدنی من النار قال:

لقد سألت عن عظيم وإنه ليسير على من يسره الله عليه. تعبدالله ولا تشرك به شيئا وتقيم الصلاة وتؤتى الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت. ثم قال ألا أدلك على أبواب الجنة؛ الصوم جنة والصدقه تطفى الخطيئة وصلاة الرجل فى جوف الليل .ثم قرأ قوله تعالىٰ [تتجافى جنوبهم عن المضاجع] حتى بلغ [يعملون].ثم قال :ألا أخبرك برأس الأمر وعموده .وذروة سنامه؛فقلت :بلى يا رسول الله.قال :رأس الأمر الإسلام وعموده الصلاة وذروة سنامه الجهاد.①

ترجمہ: معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، ایک دن ہم چل رہے تھے تو میں آپ ﷺ کے قریب ہوا تو میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور مجھے جہنم سے دور لے جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے بہت بڑی بات کے متعلق پوچھا ہے اور بے شک وہ بات آسان ہے اس شخص کیلئے جس پر اللہ تعالیٰ آسانی فرما دے، تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور نماز قائم کر اور زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں کی راہنمائی کروں؟ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو مٹا دیتا ہے اور بندے کا درمیان رات میں نماز پڑھنا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ترجمہ: ''ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو خوف وطمع کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہوا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، پس کوئی بھی نفس نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے کیا (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئیں ہیں، یہ (نعمتیں) صلہ ہے ان کے اعمال کا''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا نہ خبر دوں میں تجھے اصل امر، اس کے ستون اور

① رواہ أحمد، الرقم:٢١٩١٥، مسند معاذ بن جبل اسنادہ صحیح کما حققه حمزة أحمد الزین

اس کی چوٹی کی؟ میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: اصل امر اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی سب سے اونچی چوٹی جہاد ہے۔حدیث مذکور مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

تو میں نے بھی یہی ارادہ کیا کہ میں اگر اس افضل ترین عمل میں عملی صورت میں رہ چکا ہوں تو کم از کم قلمی صورت میں اس میں شامل ہو جاؤں اپنے رب سے اخلاص کی درخواست ہے کہ ہمیں کامل اخلاص نصیب فرمائے۔

(ب) جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل کے متعلق قرآن وحدیث کے اندر بے شمار دلائل موجود ہیں تو قرآن وحدیث کے ان دلائل کے ہوتے ہوئے ضرورت نہیں کہ ہم فضائل جہاد کے متعلق اِدھر اُدھر کے بے سند باتوں اور من گھڑت قصوں کے پیچھے چلیں ہونا تو یہی چاہیے تھا مگر اس کے باوجود بہت سے لوگوں نے جہاد فی سبیل اللہ کیلئے غلو سے کام لے کر بہت سے موضوع روایات اور جھوٹی حکایات وغیرہ کا سہارا لے کر کافی بدنام کیئے ہیں۔

(ج) اور ان کے علاوہ کچھ ساتھیوں نے مجھ سے جہاد کے موضوع پر کچھ تحریر کرنے کیلئے مطالبہ بھی کیا ہے۔

چنانچہ مذکورہ اسباب کی بناء پر ہم فضائل جہاد فی سبیل اللہ کیلئے صحیح بخاری وصحیح مسلم کے مختصر سی چند (۴۰) احادیث ذکر کرتے ہیں تاکہ جہاد فی سبیل اللہ کے ساتھ لوگوں کی صحیح طریقہ سے راہنمائی ہو سکے۔

مگر ان احادیث کے ذکر سے پہلے جو کہ اصل رسالہ کا موضوع ہیں بطور تبرک وتیمن کے چند آیات ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق نیز جہاد فی سبیل اللہ کے ساتھ ہے، اور وہ آیات حسب ذیل ہیں:

ذکر بعض
آیات الجہاد فی سبیل اللہ

(۱) فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا۝①

ترجمہ: پس جو لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچ چکے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا چاہئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پالے یا غالب آجائے، یقیناً ہم اسے بہت بڑا اجر عنایت فرمائیں گے۔ بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتواں مردوں، عورتوں اور ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد نہ کرو؟ جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لئے خود اپنے پاس سے حمایتی مقرر کردے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی راہ میں لڑتے

① سورۃ النساء: ۷۴، ۷۶

ہیں پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو! یقین مانو کہ شیطانی حیلہ (بالکل بودا اور) سخت کمزور ہے۔

(۲) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؁ ①

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

(۳) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ ②

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

① سورۃ التوبۃ: ۱۱۱
② سورۃ الصف: ۴

(۴)وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾①

ترجمہ: جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن کو چھوڑے گا، وہ زمین میں بہت سی قیام کی جگہیں بھی پائے گا اور کشادگی بھی، اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف نکل کھڑا ہوا، پھر اسے موت نے آپکڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

(۵)وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاقْتُلُوْھُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩١﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٩٢﴾

ترجمہ: لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ انہیں مارو جہاں بھی پاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے اور (سنو) فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ یہ خود تم سے نہ لڑیں، اگر یہ تم سے لڑیں تو تم بھی انہیں مارو کافروں کا بدلہ یہی ہے۔ اگر

① سورۃ النساء: ۱۰۰

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩٣﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ ①

یہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آجائے، اگر یہ رک جائیں (تو تم بھی رک جاؤ) زیادتی تو صرف ظالموں پر ہی ہے۔ حرمت والے مہینے حرمت والے مہینوں کے بدلے ہیں اور حرمتیں ادلے بدلے کی ہیں جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اسی کے مثل زیادتی کرو جو تم پر کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

(٢) اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۚ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۚ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٤٠﴾ ①

ترجمہ: یہ وہ ہیں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادتخانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی ڈھادی

① سورۃ البقرۃ: ١٩٠، ١٩٤

① سورۃ الحج: ٤٠

جائیں جہاں اللہ کا نام بہ کثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔

(۷)وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۝۶۰ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝۶۱ ⑵

ترجمہ: تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ انہیں خوب جان رہا ہے جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔ اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ، یقیناً وہ بہت سننے جاننے والا ہے۔

(۸)يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ترجمہ: اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس

⑵ سورۃ الانفال: ۶۱،۶۰

وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ ①

کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(۹) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٧٠﴾ ②

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل جو انہیں دے رکھا ہے اس سے بہت خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں ان لوگوں کی بابت جو اب تک ان سے نہیں ملے ان کے پیچھے ہیں، اس پر کہ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

① سورة الصف: ۱۲،۱۰
② سورة آل عمران: ۱۶۹، ۱۷۰

(۱۰) يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ①

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا۔ اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے۔ باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

(۱۱) يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ ②

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین سے لگے جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگانی پر ہی ریجھ گئے ہو۔ سنو! دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں کچھ یونہی سی ہے۔

(۱۲) يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ ③

ترجمہ: اے مسلمانو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لو پھر گروہ گروہ بن کر کوچ کرو یا سب کے سب اکٹھے ہو کر نکل کھڑے ہو!

① سورۃ الانفال: ۱۵، ۱۶
② سورۃ التوبۃ: ۳۸
③ سورۃ النساء: ۷۱

(۱۳) وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾ ①

ترجمہ: اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے۔ اور دین اللہ ہی کا ہو جائے پھر اگر یہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔ اور اگر روگردانی کریں تو یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے وہ بہت اچھا کارساز ہے اور بہت اچھا مددگار ہے۔

(۱۴) اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ ②

ترجمہ: نکل کھڑے ہو جاؤ ہلکے پھلکے ہو تو بھی اور بھاری بھر کم ہو تو بھی، اور راہ رب میں اپنی مال و جان سے جہاد کرو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔

(۱۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ ③

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت اللہ کو یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔ اور اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر و سہارا رکھو، یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اب پیش خدمت ہے اصل رسالہ ''فضائل جہاد'' کے مضامین۔

---

① سورۃ الانفال: ۴۰،۳۹

② سورۃ التوبۃ: ۴۱

③ سورۃ الانفال: ۴۶،۴۵

جہاد میں اخلاص نیت ضروری ہے

۱۔عَنْ اَبِیْ موسیٰ رضی الله عنه قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ. فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ؛قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ.① (صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک شخص (لاحق بن ضمیرہ) نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا: یارسول اللہ کوئی شخص لوٹ کیلئے لڑتا ہے، کوئی ناموری کیلئے، کوئی اپنی بہادری بتلانے کیلئے تو اللہ کی راہ میں (لڑتا ہوا) کون شمار ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جوکوئی اس نیت سے لڑے کہ اللہ کا دین بلند ہو (توحید پھیلے اور شرک مٹے) تو وہ اللہ کی راہ میں شمار ہوگا۔

چند فوائد مستنبطہ

حدیث مذکورہ سے کئی باتیں معلوم ہوتیں ہیں جن سے چند حسب ذیل ہیں:

① اخلاص نیت: جہاد میں اصل نیت اعلاء کلمۃ اللہ ہونی چاہئے، یعنی جہاد سے مقصود صرف اور صرف اسلام کی سربلندی ہوکہ توحید دنیا میں پھیلے اور شرک مٹ جائے، اور یہ اخلاص نیت ہر عمل میں ضروری ہے۔

② امور مشتبہ کے متعلق دریافت: اگرکسی شخص پہ دین کے متعلق کوئی چیز مبہم ومخفی

① رواہ البخاری کتاب الجہاد والسیر باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا الرقم: ۲۸۱۰ واللفظ لہ ومسلم کتاب الامارۃ باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ الرقم: ۱۹۰۴

ہو تو اسے اہل علم حضرات سے بذریعہ سوال وجستجو کے دریافت کرنا چاہئے جیسا کہ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اصل جہاد کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک مختصر سے جملے میں حقیقت جہاد بتلا دی۔

③ مخلصین میں مغرضین کا ہونا: حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ میں یہ کوئی ضروری نہیں کہ سب لوگ ہمیشہ سے جہاد میں مخلص ہوں بلکہ ان مخلصین میں کہیں کبھی کبھی غرض والے لوگ بھی ہوتے ہیں۔

④ اور حدیث فوق الذکر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غرض والے لوگوں کے غلط اغراض سے مخلص مجاہدین کے جہاد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

جہاد فی سبیل اللہ افضل اعمال میں سے ہے

۲-عن أبي هريرة أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ.قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ .قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ.①

(صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لانا ،کہا گیا پھر کیا؟ (یعنی پھر کونسا عمل افضل ہے) آپ نے فرمایا : اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، کہا گیا پھر کیا؟ آپ نے فرمایا: حج مبرور۔

چند فوائد مستنبطہ

اس حدیث میں کئی کاموں کو سب سے زیادہ فضیلت والے کام بتلایا گیا ہے۔

① اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسی کو ہی الٰہ و معبود اور کارساز مانا جائے اور اس کی جملہ صفات کو تسلیم کیا جائے۔

رسول (ﷺ) پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا سچا اور آخری رسول مانا جائے ،آپ کی اطاعت کی جائے اور آپ کے اسوہ حسنہ کو اختیار کیا جائے،اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی امتی کے قول وفعل پر اعتماد نہ کیا جائے۔

② جہاد فی سبیل اللہ: اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کیلئے جانی، مالی اور زبانی طور پر جدو جہد جاری رکھی جائے اور اس سلسلہ میں جو رکاوٹیں آتی ہیں ان کا احسن انداز سے مقابلہ کیا جائے۔

① رواه البخاري كتاب الايمان باب من قال الايمان هو العمل،واللفظ له، الرقم:٢٦/مسلم كتاب الايمان باب بيان كون الايمان بالله تعالیٰ أفضل، الرقم:٨٣

③ حج مبرور: اس سے مراد وہ حج ہے جو سنت کے مطابق کیا گیا ہو اور لڑائی جھگڑے اور گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کی گئی ہو، اس لئے اس کا معنی ''مقبول حج'' بھی کیا جاتا ہے۔

④ مراتب اعمال: حدیث مذکور سے درجہ وافضلیت کے اعتبار سے مراتب اعمال کا مقام بھی معلوم ہوا کہ افضل ترین عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لانا ہے، پھر باقی اعمال کا درجہ ہے۔

دین کی سربلندی کیلئے صبح کو وقت
دینا یا شام کو، یہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے

۳-عن انس بن مالك رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا.① (صحيح بخاری ومسلم)

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ (جہاد) میں ایک صبح یا ایک شام (وقت دینا) دنیا ومافیھا سے بہتر ہے۔

تشریح

اگر چہ ''فی سبیل اللہ'' (اللہ کی راہ میں) اس خلوص سے کی جانے والی ہر نیکی مراد لی جاسکتی ہے مگر قرآن وحدیث میں یہ لفظ (فی سبیل اللہ) زیادہ تر جہاد کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس کی تشریح جہاد سے کی ہے۔

''دنیاومافیھا'' سے مراد دنیا میں موجود تمام دولت اور خزانے ہیں، یعنی جس طرح ایک دنیا کے طالب کیلئے یہ سب کچھ انتہائی محبوب اور قیمتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں جہاد اس سے بھی بڑھ کر محبوب اور قیمتی ہے۔

بعض علماء نے یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ دنیا بھر کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کردینے کا جتنا ثواب ہوسکتا ہے جہاد میں صرف کیا ہوا تھوڑا سا وقت اس سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

---

① رواه البخاری کتاب الجهاد والسير باب الغدوة والروحة فی سبيل الله وقاب قوس احدكم من الجنة: واللفظ له، الرقم: ۲۷۹۲، مسلم كتاب الامارة باب فضل الغدوة والروحة فی سبيل الله، الرقم: ۱۸۸۰

بہترین انسان وہ ہے جو اپنی جان
ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے

۴۔عن الزھری قال حدثنی عطاء بن یزید اللیثی أن أبا سعید الخدری رضی الله عنه حَدَّثَهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ :مُؤْمِنٌ فِيْ شَعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ.①

(صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: زہری کہتے ہیں مجھے عطاء بن یزید لیثی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ بیشک ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اسے حدیث بیان کی کہ کہا گیا یارسول اللہ !لوگوں میں کونسا شخص افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مؤمن جو اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے،صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مؤمن جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہائش اختیار کرتا ہے، اللہ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنی برائی سے ان کو محفوظ رکھتا ہے۔

تشریح

اس حدیث میں کئی قسم کے آدمیوں کو لوگوں میں افضل ترین قرار دیا گیا ہے:

(الف) وہ مؤمن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا ہے۔

(ب) وہ مؤمن جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے، اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتا ہے، اور اس غرض سے لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے کہ میری ذات سے، میری زبان یا ہاتھ سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

① رواہ البخاری کتاب الجہاد والسیر باب افضل الناس مؤمن مجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ ،الرقم:۲۷۸۶ واللفظ لہ/مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الجھاد والرباط الرقم:۱۸۸۸

اول الذکر مؤمن اس لئے افضل ہے کہ وہ سب سے زیادہ محبوب چیزیں، یعنی جان اور مال اللہ کے راستے میں اللہ کی رضا کیلئے خرچ اور قربان کر رہا ہے۔

اور ثانی الذکر اس لئے افضل ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنے آپ کو لوگوں سے اس لئے دور رکھتا ہے کہ اس کی ذات سے کسی مسلمان کو گزند نہ پہنچے۔

(ج) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کو یہ محسوس ہو کہ اختلاط کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو تکلیف ہوتی ہے تو لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر زندگی گزارنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

اللہ کی راہ میں ایک سرحد پر پہرہ دینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

۵۔عن سھل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ قَالَ رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِکُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا وَالرَّوْحَةُ یَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ أَوِ الْغَدْوَةُ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا.① (صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دن (دشمن سے ملی ہوئی) سرحد پہ پہرہ دینا، دنیا ومافیھا سے بہتر ہے، اور جنت کی ایک کوڑے (چابک) کی تمہاری جگہ یہ دنیا ومافیھا سے بہتر ہے، اور جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد) میں شام کو چلے یا صبح کو، یہ دنیا ومافیھا سے بہتر ہے۔

تشریح

اس حدیث میں کئی باتوں کا ذکر کیا گیا ہے:

(الف) دشمنوں کی زمین سے متصل اسلامی ریاست کی سرحد پہ صرف ایک دن تک کیلئے پہرہ دینا یہ دنیا ومافیھا سے بہتر ہے، یہ اس لئے کہ اسلامی ریاست مسلمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، یہاں مسلمان بلا روک ٹوک اسلامی طور وطریقہ سے زندگی بسر کرتے ہیں، اس ریاست کی سرحدوں کی حفاظت بھی جہاد کا حصہ ہے اور اس میں عملی طور پہ حصہ لینے والا مجاہد ہے، اگر وہ یہ خدمت اللہ کی رضا کیلئے بخوبی انجام دیتا ہے اگرچہ صرف ایک دن کیلئے ہی سہی تو وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے اجر کا مستحق ہے۔

(ب) جنت میں ایک کوڑے (چابک) کی جگہ دنیا ومافیھا سے بہتر ہے۔

① رواه البخاری کتاب الجهاد والسیر باب فضل رباط یوم فی سبیل اللہ، الرقم: ۲۸۹۲/مسلم کتاب الامارة باب فضل الغدوة والروحة فی سبیل اللہ، الرقم: ۱۸۸۱ مختصرا

(ج) اللہ کی راہ (جہاد) میں دن کے پہلے حصے میں وقت دینا یا دن کے پچھلے حصے میں وقت دینا، یہ بھی دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔

(ھ) حدیث مذکورسے یہ بھی معلوم ہوا کہ صبح یا شام کو اللہ کی راہ میں نکلنے سے جہاد (قتال) فی سبیل اللہ مراد ہے کیونکہ حدیث کے اول میں لفظ رباط آیا ہے اور رباط عموماً جہاد فی سبیل اللہ کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

مجاہد قبر کے عذاب سے محفوظ رہیگا

٦۔عن سلمان قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِىْ كَانَ يَعْمَلُهُ وَاُجْرِىَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ۔①

(صحیح مسلم)

ترجمہ: سلمان (فارسی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ایک دن اور ایک رات (دشمن کی زمین سے ملی ہوئی) سرحد پر پہرہ دینا یہ ایک ماہ کے روزے اور ایک ماہ کے قیام سے زیادہ بہتر ہے، اور اگر وہ فوت ہوجاتا ہے تو اس پر اس کا وہ عمل جاری رہیگا جو عمل وہ کیا کرتا تھا۔ اور اس پر اس کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور وہ (قبر کے) فتنوں سے محفوظ رہیگا۔

تشریح

اس حدیث میں رباط کی مزید فضیلت ذکر کی گئی ہے یعنی رباط ایسا عمل ہے کہ اس کو صرف ایک دن یا ایک رات انجام دینے والا شخص ایک ماہ کے روزوں اور ایک ماہ کے قیام سے بھی زیادہ نیکیاں سمیٹ لیتا ہے، اگر پہرے کی حالت میں اس کی موت واقع ہوجاتی ہے تو اس کے اجر وثواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اور بفحوائے قرآن [عندربھم یرزقون] ''اسے عالم برزخ میں باہم رزق پہونچایا جاتا ہے، اور موت کے بعد قبر کے فتنے سے بھی بچالیا جاتا ہے۔

نوٹ: یہاں "وامن الفتان" سے مراد قبر کا فتنہ ہے کیونکہ سنن ابی داوٗد، کتاب

① رواه مسلم کتاب الامارة باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عز وجل، الرقم: ١٩١٣

الجہاد، باب فی فضل الرباط، الرقم: ۲۵۰۰ میں فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں "ویؤمن من فتان القبر" کے الفاظ ہیں۔

جس سے صاف ظاہر ہوا کہ "امن الفتان" سے فتنہ قبر مقصود ہے جیسا کہ ہم نے اوپر کہا تھا۔

میدان جہاد میں زخمی ہونے والا مجاہد اپنے
انہی زخموں کے ساتھ میدان محشر میں پیش
ہو گا جو اسے میدان جہاد میں لگے تھے

۷۔عن ابی ھریرۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تَضَمَّنَ اللهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلاَّ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَاِيْمَانًا بِيْ وَتَصْدِيْقًا بِرُسُلِيْ فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ نَائِلاً مَانَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَامِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ إِلاَّ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهٖ حِيْنَ كُلِمَ لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ وَرِيْحُهٗ رِيْحُ مِسْكٍ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْلَا أَنْ يَّشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُّ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَبَدًا وَلٰكِنْ لَّا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ أَنِّيْ أَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَغْزُوْ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَغْزُوْ فَأُقْتَلُ۔①(صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کا ضامن ہے جو اس کی راہ (جہاد) میں نکلتا ہے اور اس کے نکلنے کا محرک میری راہ میں جہاد، اور مجھ پر ایمان، اور میرے رسولوں کی تصدیق ہے، ایسا شخص میری ضمان میں ہے، یا تو میں اسے جنت میں داخل کرونگا (یا تو وہ شہید ہوگا) یا اسے اس کے گھر اجر یا مال غنیمت کے ساتھ واپس لوٹاؤنگا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، کوئی ایسا زخم نہیں جو اللہ کی راہ میں لگتا ہے مگر وہ قیامت کے دن اسی شکل میں ہوگا جیسا دنیا میں لگا تھا، اس کا رنگ خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر مسلمانوں پر دشوار نہ ہوتو میں اللہ کی راہ میں قتال کرنے والے

---

① رواہ مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ واللفظ لہ، الرقم:۱۸۷۶، البخاری کتاب الجہاد والسیر باب تمنی الشہادۃ، الرقم:۲۷۹۷

کسی لشکر سے پیچھے نہ بیٹھتا ، میرے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ میں ان کو سواریاں مہیا کرسکوں اور نہ ہی ان میں (میں سے ہر ایک) کے پاس گنجائش ہے، اور مسلمانوں پر میرے ساتھ نہ چلنا بھی دشوار گزار ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر (زندہ کیا جاؤں پھر) مارا جاؤں ، پھر (زندہ کیا جاؤں پھر) مارا جاؤں۔

چند فوائد مستنبطہ

اس حدیث میں کئی باتیں ذکر کی گئیں ہیں :

(الف) اللہ تعالی کی راہ میں اخلاص نیت سے جہاد کرنے والے مجاہد کا یہ شرف ومقام ہے کہ وہ اللہ کی ضمان میں ہے، ہر حال میں اس کیلئے فائدے ہی فائدے ہیں، اگر لڑتے ہوئے مارا جاتا ہے تو رب کی جنت اس کیلئے واجب، اگر زندہ واپس گھر لوٹتا ہے تو اجر وغنیمت یا (مال غنیمت نہ ملنے کی صورت میں) صرف اجر کے ساتھ واپس آتا ہے۔

(ب) اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اگر اس کا جسم زخمی ہوتا ہے تو مجاہد کے اس زخم کی بھی اللہ کے ہاں بڑی قدر ومنزلت ہے، جب محشر برپا ہوگا تمام لوگ میدان

محشر میں جمع ہوں گے اس زخم خوردہ مجاہد کی حالت یہ ہوگی کہ اس کے زخم سے خون رس رہا ہوگا یہ خون بظاہر دیکھنے میں رنگت کے اعتبار سے خون ہی ہوگا مگر اس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔

(ج) جہاد اتنا اہم اور ایسی فضیلت والا عمل ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمنی کرتے تھے کہ میں کسی معرکے سے پیچھے نہ رہوں۔ نہ صرف یہی بلکہ لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤں، اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ زندہ کرے، پھر لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤں۔

(ہ) جواز قسم: حدیث مذکور سے کسی اچھے اور مرغوب عمل پر قسم اٹھانے کا جواز معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بار بار قسم اٹھائی۔

(ی) عمل محبوب کی تمنی: حدیث مذکور سے کسی محبوب عمل کی تمنی کرنے کا جواز نکلتا ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی راہ میں شہادت کی تمنی کر رہے تھے اور وہ بھی تکرار کے ساتھ۔

جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کوئی عمل نہیں

٨- حدثنا محمد بن جحادة قال أخبرني أبوحصين أن ذكوان حدثه أن أباهريرة رضي الله عنه حدثه قال جاء رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ ؛ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ، قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِي طِوَلِهِ فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٌ.① (صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: ہمام کہتے ہیں ہم سے محمد بن جحادہ نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں مجھے ابوحصین نے خبر دی کہ بیشک ذکوان نے ان کو حدیث بیان کی کہ بیشک ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بیان کیا کہا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، کہا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو (ثواب میں) جہاد کے برابر ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ یہ طاقت رکھتے ہیں کہ جب مجاہد (جہاد کیلئے) نکلے تو تم اپنی مسجد میں داخل ہو کر مسلسل نماز میں مصروف رہو، اس دوران تم کوئی تھکاوٹ محسوس نہ کرو، اور تم مسلسل روزے رکھتے رہو کبھی روزہ ترک نہ کرو؟ (کیا ایسا کر سکتے ہو؟) اس شخص نے کہا: ایسا کون کرسکتا ہے؟ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجاہد کا گھوڑا جب رسی میں بندھا ہوا ہو (زمین پر) پاؤں مارتا ہے تو اس پر بھی اس کیلئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

① رواہ البخاری کتاب الجہاد والسیر باب فضل الجہاد والسیر، الرقم: ٢٧٨٥ واللفظ له / مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ الرقم: ١٨٧٦

تشریح

مسلسل روزے رکھنا اور مسلسل نماز میں مشغول رہنا ایک ناممکن عمل ہے کیونکہ انسان اپنی جسمانی ضروریات پوری کرنے کیلئے نماز سے باہر آنے ،اور روزہ افطار کرنے پر مجبور ہے،لیکن مجاہد جب عملی طور پر جنگ میں مشغول نہ ہو پھر بھی اسے ثواب ملتا رہتا ہے،اس لحاظ سے جہاد زیادہ ثواب کا باعث ہے،نیز مال غنیمت مجاہد کیلئے ایک انعام ہے کیونکہ وہ اسے بھی نیکی کے کاموں میں خرچ کرتا ہے اس طرح مزید ثواب حاصل کرتا ہے۔

جس نے کسی مجاہد کو جہاد کیلئے تیار کیا وہ بھی جہاد میں شامل ہے

۹-حدثني بسر بن سعيد قال حدثني زيد بن خالد رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا۔①

(صحيح بخاري ومسلم)

ترجمہ: (ابوسلمہ کہتے ہیں) مجھے بسر بن سعید نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھے زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سازوسامان دیا تو وہ (گویا) خود جہاد میں شریک ہوا۔ اور جس نے خیرخواہانہ طریقے سے غازی کے گھر کی نگرانی کی وہ (گویا) خود غزوہ میں شریک ہوا۔

فوائد ومسائل

① نیکی کے کسی کام میں تعاون کرنا اس نیکی میں شریک ہونے کے برابر ہے۔
② جہاد میں مالی تعاون بھی جہاد میں شامل ہے۔
③ جس نیکی کے کام میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوں ان سب کو پورا ثواب ملتا ہے، کسی کے حصے کا ثواب کم کر کے دوسرے کو نہیں دیا جاتا۔
④ نیکی کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس پر ثواب ملنا اللہ تعالیٰ کا مزید احسان ہے۔

① رواه البخاري كتاب الجهاد والسير باب فضل من جهز غازيا او خلفه بخير واللفظ له، الرقم:۲۸۴۳/مسلم كتاب الامارة باب فضل اعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره وخلافته في اهله بخير، الرقم:۱۸۹۵

⑤ مجاہد فی سبیل اللہ کی خدمات کے اچھے ثمرات: جیسا کہ وہ شخص جس نے مجاہد کو سفرخرچ دے کر جہاد فی سبیل اللہ کیلئے آمادہ کیا اور اسی طرح وہ شخص جس نے غازی کے گھر کی نگرانی کی تو وہ سب کے سب جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہوئے۔

مسلمان ہونے کے بعد سوائے جہاد کے کسی
اور عمل کا موقعہ نہیں ملا تو بھی آخرت کی
کامیابی یقینی ہے

۱۰۔عن أبي اسحاق قال سمعت البراء رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ أُقَاتِلُ أَوْأُسْلِمُ؛ قَالَ أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ،فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَمِلَ قَلِيْلًا وَأُجِرَ كَثِيْرًا.① (صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: ابواسحق سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص زرہ پہنے ہوئے آیا، کہنے لگا میں پہلے جنگ میں شریک ہوجاؤں یا پہلے اسلام لاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے مسلمان ہو پھر میدان قتال میں شریک ہو، چنانچہ وہ پہلے اسلام لایا، پھر جنگ میں شریک ہوا اور اس کے بعد میں وہ جنگ میں ہی شہید ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے عمل کم کیا لیکن اجر بہت پایا۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہرنیک کام کی قبولیت کیلئے پہلے مسلمان ہونا شرط ہے، غیر مسلم اگر کوئی نیکی کا کام کرتا ہے تو دنیا میں اسے اس کا بدلہ دیا جاتا ہے مگر آخرت میں اس کیلئے کچھ بھی نہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخص نے صدق دل سے اسلام قبول کیا ہے اگر اس کے بعد اسے نیکی کرنے حتی کہ فرائض کی ادائیگی کا بھی موقعہ نہ ملا تو اللہ کے ہاں اس کا اجر واجب ہوگیا۔

① رواہ البخاری کتاب الجہاد والسیر باب عمل صالح قبل القتال، واللفظ لہ الرقم: ۲۸۰۸، مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید، الرقم: ۱۹۰۰

مجاہد ہی وہ شخص ہے جو کہ جنت میں جانے
کے بعد دنیا میں آنے کی تمنا کرے گا

۱۱-حدثنا شعبة قال سمعت قتادة قال سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي ﷺ قَالَ مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدَ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ۔

(صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: ہم سے شعبہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے قتادہ سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہوگا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرے خواہ اسے ساری دنیا مل جائے، سوائے شہید کے وہ یہ تمنا کریگا کہ وہ دنیا میں واپس جائے پھر وہ دس مرتبہ قتل ہو، کیونکہ وہ جنت میں شہادت کی عزت کو دیکھ رہا ہے۔

تشریح

جہاد میں شہید ہونے والا شخص فوراً جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے شہید کی زندگی کا دنیا کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔

امام ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں صرف جہاد وہ نیک عمل ہے کہ اس میں مجاہد اپنی جان کو داؤ پر لگا دیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب بھی بہت زیادہ رکھا ہے۔

① رواه البخاري كتاب الجهاد والسير باب تمني المجاهد ان يرجع إلى الدنيا، واللفظ له، الرقم: ۲۸۱۷، ومسلم كتاب الامارة باب فضل الشهادة في سبيل الله تعالى، الرقم: ۱۸۷۷

اللہ تعالیٰ نے سو درجے جنت میں مجاہد کیلئے تیار کیے ہیں

۱۲۔عن أبي هريرة رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ آ مَنَ بِاللهِ وَبِرَسُوْلِهِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمُضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَوْ جَلَسَ فِيْ أَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا .فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ؛ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ أُرَاهُ قَالَ وَ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ.① (صحیح بخاری)

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (محمد ﷺ) پر ایمان لایا، اور نماز قائم کی،اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ وہ اسے ضرور جنت میں داخل کریگا۔خواہ اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یا اسی زمین میں بیٹھا رہا جہاں وہ پیدا ہوا تھا،صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! ہم لوگوں کو خوشخبری نہ سنا دیں؟ آپ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں، یہ درجات اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کیلئے بنائے ہیں (ان سو میں سے) دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان وزمین کے درمیان ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کروتو اس سے (جنت) الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ وہ جنت کا سب سے درمیانی درجہ

① رواه البخاری کتاب الجهاد والسير باب درجات المجاهدين فی سبيل الله، الرقم: ۲۷۹۰

ہے اور جنت کے سب سے بلند درجے پر ہے (یحییٰ بن صالح نے کہا) میں سمجھتا ہوں کہ یوں کہا: اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

تشریح

اگر کسی شخص کو جہاد میں عملی طور پر حصہ لینا نصیب نہیں ہوا لیکن وہ فرائض کی بجا آوری کرتا ہے اور اسی حال میں اس کو موت آجاتی ہے تو آخرت میں جنت اس کو بھی ملے گی، مگر مجاہدین سے اس کا درجہ کم ہوگا، نبی علیہ السلام کی اس بات سے صحابہ کو بیحد خوشی ہوئی، چنانچہ انہوں نے کہا: یہ اچھی خبر عام لوگوں کو بھی سنانی اور بتلانی چاہئے۔

میدان جہاد کے گرد آلود قدموں کو آگ نہیں چھوئے گی

۱۴۔أخبرني أبو عبس هو عبدالرحمن بن جبر أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ.① (صحيح بخاری)

ترجمہ: ابوعبس عبدالرحمن بن جبر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ (جہاد) میں غبارآلود ہوں پھر اسے آگ چھوئے؟ (یہ ممکن نہیں)

تشریح

مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے نکلتا ہے اور اس کے پاؤں پر غبار پڑتی ہے تو بھی اسے ثواب ملیگا، جب اللہ کی راہ میں پاؤں گردآلود ہونے سے یہ اثر ہو کہ ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی تو وہ لوگ کیسے جہنم کی آگ میں جائیں گے جنہوں نے جان ومال اللہ کی راہ میں لٹادیا، اس حدیث سے مجاہدین کیلئے خوشخبری ہے کہ وہ دوزخ سے محفوظ ہیں۔

①رواہ البخاری کتاب الجهاد والسير باب من اغبرت قدماه فی سبيل الله، الرقم: ۲۸۱۱

مجاہد کے گھوڑے کا پیشاب اور لید روز قیامت اس کے میزان حسنات میں شمار ہوں گے

١٤-أخبرنا طلحة بن ابي سعيد قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ الْمَقْبُرِيّ يُحَدِّثُ أنه سمع أبا هريرة رضى الله عنه يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ إِيْمَانًا بَاللهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَإِنَّ شِبْعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.① (صحیح بخاری)

ترجمہ: ہمیں طلحہ بن ابی سعید نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں میں نے سعید مقبری سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ پر ایمان اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کیلئے گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا کھانا، پینا، پیشاب اور لید روز قیامت اس کے ترازو میں ہوگا اور سب پر اس کو ثواب ملے گا۔

تشریح

اس حدیث میں خطے کے دفاع کیلئے اگرچہ گھوڑے پالنے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے یہ بھی استدلال کیا جا سکتا ہے کہ دورِ حاضر میں جو آلات حرب ہیں ان کا بنانا، خطے کے دفاع کیلئے ان کا خریدنا ان کی حفاظت کرنا ان کے استعمال کی پریکٹس کرنا وغیرہ بھی جائز ہے، ان کی فراہمی بھی دورِ رسالت میں گھوڑوں کی فراہمی جیسے ثواب کا موجب ہوگی۔

① رواہ البخاری کتاب الجہاد والسیر باب من احتبس فرسا فی سبیل اللہ، الرقم: ٢٨٥٣

نامعلوم تیر لگنے سے شہید جنت الفردوس کا راہی بنا

۱۵۔عن قتادة حدثنا أنس بن مالك أن الربيع بنت البراء وهي ام حارثة بن سراقة أتت النبي ﷺ فَقَالَتْ يَانَبِيَّ اللهِ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ إِجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ قَالَ: يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى.①

(صحیح بخاری)

ترجمہ: قتادہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہمیں انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ام الربیع بنت البراء جوکہ حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ مجھے (میرے بیٹے) حارثہ کے بارے میں نہیں بتلاتے؟ اور یہ حارثہ جنگ بدر میں شہید ہوگئے تھے، انہیں نامعلوم سمت سے ایک تیر آلگا تھا، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر کہیں اور ہے تو میں اس پر خوب رولوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کئی جنتیں (درجات) ہیں اور بیشک تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔

تشریح

روایت میں اگرچہ ام الربیع کو براء کی بیٹی کہا گیا مگر یہ راوی کا وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ نضر کی بیٹی ہیں اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہیں۔

① رواه البخاري كتاب الجهاد والسير باب من أتاه سهم غرب فقتله، الرقم: ۲۸۰۹

ام الربیع رضی اللہ عنہا کو بیٹے کے بارے میں نبی ﷺ سے یہ بات پوچھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ان کا بیٹا حارثہ جنگ بدر میں لڑتے ہوئے شہید نہیں ہوا تھا بلکہ نامعلوم سمت سے آنے والے تیر کے لگنے سے شہید ہوا تھا، انہوں نے سمجھا کہ حارثہ دشمن کے ہاتھوں قتل نہیں ہوا شاید اسے جنت نہ ملے؟ جب نبوی زبان سے اسے یہ بشارت ملی کہ ان کا بیٹا جنت الفردوس میں ہے تو انہیں اطمینان ہوا۔

دو قسم کے شہیدوں کے جنت میں جانے سے اللہ تعالیٰ کو ہنسی آتی ہے

۱۶۔عن ابی هريرة أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ يَضْحَكُ اللهُ إِلى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْأُخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلِ الْجَنَّةَ .فَقَالُوْا كَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ! قَالَ:يُقَاتِلُ هٰذَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَيُسْتَشْهَدُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْلِمُ فَيُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَيُسْتَشْهَدُ.①

(صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کو دوآدمیوں سے ہنسی آتی ہے،ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے لیکن دونوں ہی جنت میں داخل ہوتے ہیں،صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: یہ(ایک)اللہ کی راہ میں لڑتا ہے وہ شہید ہوگیا،پھر اللہ تعالیٰ قاتل کو توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے وہ مسلمان ہوجاتا ہے،پھر وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتا ہے وہ بھی شہید ہوجاتا ہے۔

تشریح

قاعدہ اورضابطہ تو یہ ہے کہ قاتل ومقتول ایک ساتھ جنت یا جہنم میں جمع نہیں ہوں گے،اگرمقتول اورشہید(جواللہ کی راہ میں شہیدا ہوا)جنتی ہے تو یقینا اس کا قاتل جہنم میں جائیگا،لیکن اللہ پاک خود اپنی قدرت کے عجائبات ملاحظہ فرماتا ہے تو اسے ہنسی

① رواہ مسلم کتاب الامارۃ باب بیان الرجلین یقتل احدھما الأخر یدخلان الجنۃ واللفظ لہ،الرقم:۱۸۹۰/البخاری کتاب الجہاد والسیر باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فیسدد بعدہ ویقتل،الرقم:۲۸۲۶

آجاتی ہے (جو اللہ کی ذات کے لائق و مناسب ہے) کہ ایک شخص نے کافروں کی طرف سے لڑتے ہوئے ایک مسلمان مجاہد کو شہید کر دیا، پھر اللہ کی قدرت کہ اس کو بھی اسلام کی دولت نصیب ہوئی اس کے بعد یہ بھی مسلمانوں کی طرف سے اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے، اس طرح قاتل و مقتول دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔

اللہ کی راہ میں ایک مخطوم (نکیل والی) اونٹنی کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ملیں گی

۱۷۔عن ابی مسعود الانصاری قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فَقَالَ هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُمِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ۔① (صحیح مسلم)

ترجمہ: ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: ایک آدمی ایک نکیل والی اونٹنی لایا اور کہا: یہ اللہ کے راستہ میں ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے بدلے آپ کیلئے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی تمام نکیل والی ہونگیں۔

تشریح

سات سو اونٹنیاں بدلے میں دیئے جانے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ''قیامت کے دن تیرے لئے سات سو اونٹنوں کا ثواب اور اجر ہے۔
یہ بھی احتمال ہے کہ قیامت کے دن اس شخص کو جنت میں حقیقتاً سات سو اونٹنیاں دی جائیں گی وہ باری باری ان پہ تفریح کیلئے سواری کرے گا، امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دوسرا مفہوم زیادہ مناسب ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی)

---

① رواہ مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الصدقۃ فی سبیل اللہ وتضعیفھا، الرقم: ۱۸۹۲

شہادت کے شوق میں مجاہد نے کھجوریں پھینک دیں

۱۸۔عن أنس بن مالك قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عِيْرُ أَبِيْ سُفْيَانَ فَجَاءَ وَمَا فِي الْبَيْتِ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ (قَالَ مَاأَدْرِيْ مَا اسْتَثْنٰى بَعْضَ نِسَائِهٖ) قَالَ فَحَدَّثَ الْحَدِيْثَ قَالَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَتَكَلَّمَ فَقَالَ "إِنَّ لَنَا طَلِبَةً فَمَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا فَلْيَرْكَبْ مَعَنَا" فَجَعَلَ الرِّجَالُ يَسْتَأْذِنُوْنَهُ فِيْ ظُهْرَانِهِمْ فِيْ عُلْوِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ "لَا إِلَّا مَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا" فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتّٰى سَبَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ إِلٰى بَدْرٍ وَجَاءَ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يُقَدِّمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلٰى شَيْءٍ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا دُوْنَهُ فَدَنَا الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قُوْمُوْا إِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْأَنْصَارِيُّ يَا رَسُوْلَ اللهِ! جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بسیسہ (ایک صحابی کا نام ہے) کو جاسوس بنا کر بھیجا وہ ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لائے، جب وہ آیا تو (انس کہتے ہیں) اس وقت گھر میں میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی کسی بیوی کا ذکر کیا، پھر حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور فرمایا: ہمیں کام ہے، جس کی سواری حاضر ہے وہ ہمارے ساتھ (اپنی سواری پر) سوار ہو جائے۔ بعض لوگوں نے اجازت چاہی کہ ہماری سواریاں مدینہ کے بلندی والے علاقے میں ہیں، وہاں سے لے آئیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں صرف وہی لوگ چلیں جن کی سواریاں (فی الوقت) حاضر ہیں، چنانچہ آپ اور آپ کے صحابہ روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ مشرکین سے پہلے بدر پہونچ گئے۔ پھر مشرکین بھی

نَعَمْ. قَالَ بَخٍ بَخٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ قَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ! إِلَّا رِجَاءَةَ أَنْ أَكُونَ مَنْ أَهْلِهَا قَالَ "إِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا" فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِي هٰذِهٖ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ قَالَ فَرَمٰى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ.① (صحیح مسلم)

آ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف آگے نہ بڑھے جبتک میں اس سے آگے نہ ہوں، پھر مشرک قریب پہنچے، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ! اس جنت کی طرف (جانے کیلئے) کھڑے ہو جاؤ جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس (عمیر رضی اللہ عنہ) نے کہا: واہ واہ۔ نبی ﷺ نے فرمایا" تمہیں واہ واہ کہنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا: کچھ نہیں یا رسول اللہ! میں نے تو صرف اس امید سے کہا کہ امید ہے میں بھی جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تو جنتیوں میں سے ہے، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر اس (عمیر رضی اللہ عنہ) نے اپنی ترکش میں سے چند کھجوریں

① رواہ مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید، الرقم: ۱۹۰۱

نکالیں انہیں کھانے لگے پھر کہا: اگر میں کھجوریں کھانے تک جیوں تو یہ زندگی لمبی ہو جائیگی کہتے ہیں انہوں نے وہ کھجوریں پھینک دیں پھر مشرکین سے لڑا حتی کہ شہید ہو گیا۔

فوائد مستنبطہ

① دشمن کے حالات پر نظر رکھنے کیلئے جاسوسی کرنا جائز ہے۔

② امیر اگر لڑائی کے معاملے کو چھپاتا ہے تاکہ لڑائی کی خبر فاش نہ ہو اور نقصان نہ پہونچے تو یہ بھی جائز بلکہ افضل و بہتر ہے۔

③ لڑائی کے وقت شہادت کیلئے دشمن کی صفوں میں گھس جانا بھی جائز ہے۔

④ جنگ میں امیر جو حکم دیتا ہے اس کی بجا آوری کرنی چاہیے۔

⑤ شہادت کے شوق دلانے کا جواز: حدیث مذکور سے امیر لشکر کے اپنے ساتھیوں کو شہادت کے شوق دلانے کا جواز ملتا ہے۔

شہداء فی سبیل اللہ کا جنت میں اپنی بلند وبالا منازل دیکھ کر پھر دنیا میں آنے کی تمنا کرنا

۱۹۔عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْنَا عَبْدَاللّٰهِ (وَهُوَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ) عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۚ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ (آل عمران:۱۶۹) قَالَ أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: أَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِيْ إِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوْا أَيُّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُّتْرَكُوْا مِنْ أَنْ يُّسْأَلُوْا قَالُوْا يَا رَبِّ نُرِيْدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِيْ أَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى فَلَمَّا رَأٰى أَنْ لَّيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا.① (صحیح مسلم)

ترجمہ: مسروق سے روایت ہے کہتے ہیں ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت (کی تفسیر کے بارے میں پوچھا: ''جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کیے گئے ہیں آپ ان کو مردے گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس بارے میں سوال کر چکے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء کی روحیں سبز (رنگ کے) پرندوں کے قالب میں ہے، ان ارواح کیلئے عرش کے ساتھ معلق قندیلیں ہیں، وہ جہاں چاہتی ہیں جنت میں چرتی ہیں پھر واپس اپنی قندیلوں میں آ کر رہتی ہیں، ایک بار ان کو ان کے رب نے دیکھا پھر کہا: کیا تم کچھ چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا: ہم کیا چاہیں جنت میں کھاتی اور چگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تین بار ان سے پوچھا: جب انہوں نے دیکھا

① رواہ مسلم کتاب الامارۃ باب بیان أن أرواح الشھداء فی الجنة وانھم احیاء عند ربھم یرزقون، الرقم:۱۸۸۷

کہ بغیر ۔۔۔۔۔ان کو نہیں چھوڑا جائیگا (یعنی اللہ تعالیٰ برابر پوچھے ہی جاتا ہے) تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم یہ چاہتی ہیں کہ ہمیں ہمارے جسموں میں واپس لوٹا دے تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں شہید ہوں، جب رب تعالیٰ نے دیکھا کہ اب ان کی کوئی خواہش نہیں تو ان کو چھوڑ دیا۔

فوائد مستنبطہ

① ان شہیدوں کو قیامت سے پہلے جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

② برزخی زندگی میں شہیدوں کو دوسرا جسم ملتا ہے جو سبز پرندوں کی شکل میں ہوتا ہے۔

③ قیامت کے بعد وہ دوسرے جنتیوں کی طرح انسانی جسم کے ساتھ جنت کی نعمتوں سے مستفید ہوں گے۔

④ شہیدوں کی روحیں پلٹ کر اس دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتیں اور نہ انہیں دوبارہ دنیوی زندگی ملتی ہے۔

فائدہ: جب شہداء احد کی روحیں پلٹ کر اس دنیا میں واپس نہیں آسکتیں ذرا انصاف سے بتائیے وہ ولی و بزرگ کون ہیں اور کہاں سے آتے ہیں جو کہ مرنے کے بعد پھر سے اس دنیا میں آ کر لوگوں کو نفع ونقصان دے سکتے ہیں؟ مار پڑے اس قبر پرستوں کے دماغ پر جو کہ اصحاب قبور کے بارے اس طرح کے عقیدہ رکھتے ہیں۔

⑤ عرش الٰہی جنت سے اوپر ہے۔

⑥ شہداء کی فضیلت: حدیث مذکورہ سے شہداء کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے اور وہ اس طرح کہ رب العالمین نے ان سے براہ راست کلام کیا۔

اگر کسی نے صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی
تمنا کی اس نے شہادت کا درجہ پالیا اگرچہ اسے
موت بستر مرگ پر آئی

۲۰۔حدثني أبو شريح أن سهل ابن أبي أمامة بن سهل بن حنيف حدثه عن أبيه عن جده أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَ إِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ.① (صحيح مسلم)

ترجمہ: ابوشریح بیان کرتے ہیں کہ بیشک سہل بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے انہیں اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے حدیث بیان کی کہ بیشک نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ سے صدق دل سے شہادت کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے درجات تک پہونچا دیتا ہے، اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہو۔

فوائد مستنبطہ

① اخلاص کی بڑی برکت ہے۔
② شہادت کی تمنا رکھنا بہت بڑا نیک عمل ہے۔
③ طلب شہادت کی جواز: حدیث مذکور سے شہادت کی تمنا کرنے کا جواز بھی ملتا ہے۔

①رواہ مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشھادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ، الرقم: ۱۹۰۹

مجاہد فی سبیل اللہ کیلئے جنت میں سو درجے

۲۱۔عن أبي سعيد الخدري أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ يَا أَبَا سَعِيْدٍ مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَعَجِبَ لَهَا أَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ وَأُخْرٰى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ.① (صحیح مسلم)

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا اس کیلئے جنت واجب ہے، ابوسعید رضی اللہ عنہ کو اس بات سے خوشی ہوئی، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! اس بات کو دوبارہ بیان کریں، آپ ﷺ نے اسے دوبارہ دہرایا، پھر فرمایا: ایک اور عمل ہے جس کے باعث بندے کو اس جنت میں سو درجے ملیں گے، ہر درجہ کا دوسرے درجہ سے اتنا فاصلہ ہوگا جتنا کہ آسمان وزمین کے مابین ہے، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد، اللہ کی راہ میں جہاد۔

فوائد

① اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کیلئے قیامت کے دن جنت کو واجب کردیا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا پروردگار جانتا ہے، اور اسلام کو ہی اپنا دین مانتا ہے، اور اس

① رواہ مسلم کتاب الامارۃ باب بیان ما أعدہ اللہ تعالی للمجاہد فی الجنۃ من الدرجات، الرقم: ۱۸۸۴

بات پر اس کا پختہ عقیدہ ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔

② جہاد اتنا عظیم عمل ہے کہ اس کو کرنے والے شخص کیلئے نہ صرف جنت واجب ہے بلکہ جنت میں اس کو سو درجات حاصل ہونگے۔

③ اچھی بات پر خوش ہونے کا جواز: حدیث مذکور سے کسی اچھی بات پر خوش ہونے کا جواز ملتا ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے اس خوشخبری پر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کتنی خوشی کا اظہار کیا۔

④ منازل و درجات کا ثبوت: حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل جنت کیلئے حسب اعمال کے جنت میں مختلف انداز میں منازل و درجات ہیں۔

⑤ اچھی بات کی دہرانے کے مطالبے کا جواز: حدیث مذکور سے کسی اچھی بات کے دہرانے کا مطالبہ کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا: (أَعِدْهَا عَلَيَّ...)

کافر اس کا (مسلمان) قاتل جہنم میں اکٹھے نہیں ہو سکتے

۲۲۔عن ابی ھریرۃ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ فِي النَّارِ.①

(صحیح مسلم)

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر اور اس کو قتل کرنے والا (مسلمان) دونوں جہنم میں کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

تشریح

جو غیر مسلم میدان لڑائی میں کسی مسلمان مجاہد کے ہاتھوں مارا جاتا ہے اس کیلئے تو جہنم واجب ہے، ایک تو اس لئے کہ وہ کافر ہے، دوسرا اس لئے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف میدان جنگ میں اترا ہے۔ جبکہ اس کا قاتل مسلمان مجاہد اگر سیدھے راستے پر گامزن رہتا ہے تو اس کیلئے جنت واجب ہے، لہذا یہ دونوں جہنم میں کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

①رواہ مسلم: کتاب الامارۃ باب من قاتل کافر اثم سدد، الرقم: ۱۸۹۱

جنت تلواروں کی سایہ کے نیچے ہے

۲۳۔عن سالم أبي النضر مولى عمر بن عبيدالله وكان كاتبا له قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنه فَقَرَأْتُه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيْهَا انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيْبًا قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَاتَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمِ الْأَحْزَابِ اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.① (صحيح بخاری ومسلم)

ترجمہ: سالم ابوالنضر سے روایت ہے جو کہ عمر بن عبید اللہ کے غلام اور اس کے منشی تھے، وہ لکھتے ہیں کہ میری طرف صحابی رسول عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے لکھا، میں نے نوشتہ کو پڑھا، اس میں یہ بات لکھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جہاد کے موقعہ پر جس میں لڑائی بھی ہوئی تھی، سورج کے ڈھلنے تک لڑائی شروع نہیں کی، پھر آپ ﷺ لوگوں کو خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا: اے لوگو! دشمن کے ساتھ جنگ کی خواہش وتمنا دل میں نہ رکھا کرو، اور اللہ سے امن وعافیت کی دعا کیا کرو، البتہ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو ہی جائے تو پھر صبر واستقامت کا ثبوت دو، اور یہ بات جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے، پھر آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ کتاب کے نازل کرنے والے، اور

① رواه البخاری كتاب الجهاد والسير باب كان النبي ﷺ إذا لم يقاتل اول النهار وأخر القتال حتى تزول الشمس واللفظ له، الرقم:۲۹٦٦-۲۹٦۵/مسلم كتاب الامارة باب كراهية التمني لقاء العدو والأمر بالصبر عند اللقاء، الرقم:۱۷۴۲

بادلوں کو چلانے والے، اور لشکروں کو
شکست سے دوچار کرنے والے ان
کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں
ہماری مدد فرما۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں تک ممکن ہے جنگ کو ٹالنا چاہئے، اگر صلح کی کوئی عمدہ صورت نکلتی ہے تو اس کو اختیار کیا جائے کیونکہ اسلام فتنہ وفساد کے سخت خلاف ہے، لیکن جب صلح کی کوئی صورت نہ بن سکے اور دشمن مقابلہ پر آمادہ ہو تو جم اور خوب ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے اور ایسے موقعہ پر اس حدیث میں ذکر کی گئی دعا کثرت سے کرنی چاہئے۔

جنت تلواروں کے سائے تلے ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت کیلئے مالی و جانی قربانی کی ضرورت ہے، جنت کا سودا کوئی سستا سودا نہیں، جیسا کہ سورۃ التوبہ میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ،(1)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں۔

---

(1) التوبة:111

رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے سات مجاہد شہید ہو گئے

۲۴۔عن أنس بن مالك أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أُفْرِدَ يَوْمَ أُحُدٍ فِيْ سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا رَهِقُوْهُ قَالَ مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ أَوْ هُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ثُمَّ رَهِقُوْهُ أَيْضًا فَقَالَ مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ أَوْ هُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قُتِلَ السَّبْعَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِصَاحِبَيْهِ مَا أَنْصَفْنَا أَصْحَابَنَا. ①

(صحیح مسلم)

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کے دن (جب کچھ دیر کیلئے کافروں کا غلبہ ہوا اور مسلمان مغلوب ہو گئے) انصار کے سات اور قریش کے دو آدمیوں کے ساتھ الگ رہ گئے، جب کافروں نے آپ پر ہجوم کیا آپ نے کہا ان کو کون ہم سے دور ہٹاتا ہے؟ (جو ان کو پیچھے ہٹائیگا تو) اس کو جنت ملے گی یا (آپ نے فرمایا: وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔ ایک انصاری آگے بڑھا اور لڑا حتی کہ وہ شہید ہوگیا، کافروں نے پھر آپ پر ہجوم کر دیا۔ آپ نے پھر فرمایا: کون ہے جو ان کو ہم سے پیچھے ہٹائے اس کیلئے جنت ہے یا (آپ نے فرمایا کہ) وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا چنانچہ ایک اور انصاری آگے بڑھا وہ بھی لڑا یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہوگیا، پھر یہی حال رہا یہاں تک کہ ساتوں انصار کے آدمی شہید ہو گئے، پھر رسول اللہ ﷺ

① رواه مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد، الرقم: ۱۷۸۹

نے اپنے دو ساتھیوں کو کہا ہم نے اپنے
ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔

فوائد مستنبطہ

ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا، اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں:

① اگر "أنصفنا" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی پڑھا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم قریشیوں نے اپنے انصار بھائیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ وہ آگے بڑھتے رہے اور شہید ہوتے رہے حتی کہ ان کے سات آدمی شہید ہو گئے۔

② اس لفظ کو "أنصَفَنا" پڑھا جائے "أنصف" صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، اور "نا" ضمیر مفعول بہ پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ قریشیوں نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ وہ میدان سے اِدھر اُدھر ہو گئے تھے اور انصار (یعنی وہ سات جو آپ ﷺ کے ساتھ) میدان میں ثابت قدم رہے، یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش کر گئے۔

③ شوق شہادت: جب اللہ کے رسول ﷺ نے ان سات جانثاروں کو ثابت قدمی کی شرط پہ جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے قول کی تصدیق کرتے ہوئے شوق شہادت میں لڑتے ہوئے اپنی پیاری جانوں کی قربانی پیش کی۔

④ رسول اللہ ﷺ کے قطعی جنتی ہونے کا ثبوت: حدیث مذکور سے رسول اللہ ﷺ کے قطعی جنتی ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول (هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ) سے۔

جہاد فی سبیل اللہ میں رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کا زخمی ہونا

۲۵۔حدثنا عبد العزیز بن أبی حازم عن أبیه أَنَّهُ سمع سهل بن سعد يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَال جُرِحَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَكُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ تَغْسِلُ الدَّمَ وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَسْكُبُ عَلَيْهَا بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَايَزِيْدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ قِطْعَةَ حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهُ حَتّٰى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ أَلْصَقَتْهُ بِالْجُرْحِ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ.①

(صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: عبدالعزیز بن ابی حازم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ انہوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے رسول اللہ کے زخم سے متعلق پوچھا گیا تھا جو احد کی لڑائی والے دن آپ کو لگا تھا، انہوں (سہل بن سعد) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور زخمی کیا گیا تھا اور آپ کے سامنے کے چار دانت ٹوٹ گئے اور آپ کے سر مبارک پر خود بھی ٹوٹ گئی، فاطمہ آپ کی صاحبزادی آپ کا خون دھوتی تھیں اور علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں سے پانی اس پر ڈالتے تھے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ پانی سے خون بجائے کم ہونے کے بڑھتا جا رہا ہے تو انہوں نے چٹائی (کھجور کے پتوں کی) کا ایک ٹکڑا لیکر اسے جلایا، جب راکھ بن گئی تو اسے آپ نے زخموں پر لگا دیا جس کے نتیجے میں خون رک گیا۔

① رواہ مسلم: کتاب الجهاد والسير باب غزوة أحد الرقم: ۱۷۹۰، واللفظ له/ البخاری: کتاب الجهاد والسير باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، الرقم: ۲۹۰۳

تشریح وفوائد

① بالکل سامنے کے دو دانت ثنایا اور ان کے ساتھ دائیں اور بائیں طرف دانت رباعیۃ کہلاتے ہیں، جنگ احد میں عتبہ بن ابی وقاص کے پتھر مارنے کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ کا نچلا درمیانی دانت ٹوٹ اور نچلا ہونٹ مبارک زخمی ہوگیا تھا، عبداللہ بن شہاب زہری نے نبی ﷺ کی پیشانی زخمی کردی تھی اور عبداللہ بن قمہ کی تلوار کی وار سے آپ ﷺ کے خود کی دو کڑیاں چہرہ کے اندر دھنس گئی تھیں۔

② راکھ کھجور کے پتوں کی ہو یا پٹ سن کے بورے کی ہو یا سوتی کپڑے کی، یہ خون بند کردیتی ہیں۔

③ نبی اکرم ﷺ پر مشکلات آنا امت کیلئے سبق ہے کہ وہ راہ حق میں آنے والی تکلیفیں خندہ پیشانی سے برداشت کریں اور اس میں توحید کا ایک سبق بھی ہے کہ نبی ﷺ مختار کل نہیں تھے (جیسا کہ ہمارے ہاں بریلوی وغیرہ مبتدعین کا عقیدہ ہے) ورنہ جہاد کی مشکلات برداشت کیے بغیر سب کو ایک لمحے میں مسلمان کردیتے۔

④ جہاد میں عورتوں کے حصے لینے کا جواز: حدیث مذکور سے عورتوں کے جہاد میں شامل ہونے اور ان سے جرحیٰ (مجروحین) کی خدمت لینے کا جواز ملتا ہے۔

ایمان کے بغیر جہاد بے کار ہے

۲۶۔عن عائشة زوج النبی ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قِبَلَ بَدْرٍ فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْ كَانَ يُذْكَرُ مِنْهُ جُرْأَةٌ وَنَجْدَةٌ فَفَرِحَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حِيْنَ رَأَوْهُ فَلَمَّا أَدْرَكَهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ جِئْتُ لِأَتَّبِعَكَ وَأُصِيْبَ مَعَكَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ .قَالَتْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالشَّجَرَةِ أَدْرَكَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَأَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ ،تُؤْمِنُ بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ؟ قَالَ نَعَمْ ،فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ :فَانْطَلِقْ.① (صحیح مسلم)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف نکلے۔جب حرۃ الوبرۃ نامی جگہ(جو مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پہ ہے) پہنچے تو آپ کو ایک شخص ملا جس کی بہادری اور دلیری کی شہرت تھی،نبی علیہ السلام کے صحابہ نے جب اسے دیکھا تو وہ خوش ہوئے وہ شخص جب آپ ﷺ سے ملا تو آپ سے کہا: میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ چلوں اور جو(مال غنیمت) ملے اس سے میں بھی حصہ لوں۔نبی ﷺ نے اس سے کہا: تو اللہ اور اس کے رسول پہ ایمان رکھتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تو واپس چلا جا،میں کسی مشرک سے ہرگز مدد نہیں چاہتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر آپ چلے، جب ہم شجرہ پہنچے تو وہی آدمی پھر نبی ﷺ سے ملا،اس نے پھر وہی بات کی جو

① رواہ مسلم: کتاب الجهاد والسير باب كراهة الاستعانة في الغزو بكافر، الرقم:۱۸۱۷

اس سے پہلے کی تھی، آپ ﷺ نے بھی اسے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا کہ واپس چلا جاؤ میں کسی مشرک سے ہرگز مدد نہیں چاہتا۔ وہ شخص پھر آیا اور آپ سے بیداء نامی جگہ پر پھر ملاقات کی ،اور پہلے والی بات کی ،آپ نے بھی اسے وہی جواب دیا: کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے؟اب کی مرتبہ اس نے کہا: ہاں ۔ نبی ﷺ نے اس سے کہا: ٹھیک ہے،اب چلو۔

فوائد مستنبطہ

① ایمان کی اہمیت: حدیث مذکورسے ایمان کی اہمیت معلوم ہوتی ہے،مقصد یہ کہ انسان کا کوئی بھی عمل بغیر ایمان کے اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ جب اس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں تو آپ ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا: کہ (تومن باللہ و رسولہ؟)

② عظیم الشان والے کام کیلئے اہتمام: حدیث مذکور سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی خاص اور معظم بالشان والے کام کیلئے اہتمام کرنا چاہیئے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ جہاد جیسے عظیم الشان عمل کیلئے اس شخص سے بار بار فرمار ہے تھے کہ کیا تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہو؟

③ عدم استعانت بالمشرک: حدیث مذکور سے یہ معلوم ہوا کہ مشرک سے لڑائی وقتال میں مدد واستعانت جائز نہیں۔

فائدہ: یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھیں کہ مشرک وکافر سے حرب ولڑائی میں عدم مدد وتعاون والا حکم ابتداء میں تھا بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا، اور اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے غزوہ حنین (جو کہ ۸ ھ میں واقع ہوا) میں مشرکین مکہ سے مادی ومعنوی تعاون لیا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے سھیل بن عمرو، صفوان بن امیہ وغیرہ کفار کو اپنے ساتھ لے گئے تھے جب کہ یہ حضرات ابھی تک کافر ومشرک تھے، اور بالخصوص صفوان بن امیہ سے رسول اکرم ﷺ نے کچھ اسلحہ بطور عاریت لیا، اور لڑائی کے بعد آپ ﷺ نے خمس سے تالیف قلبی کیلئے صفوان کو تین سو اونٹ بھی دیدیئے جو کہ ان (صفوان بن امیہ) کے اسلام لانے کا سبب بن گئے۔

جیسا کہ روایت میں آیا ہے: "ومنها أن الامام له أن يستعير سلاح المشركين وعدتهم لقتال عدوهم كما استعار رسول الله ﷺ أدراع صفوان وهو يومئذ مشرك"۔ (زاد المعاد ۳ / ۴۸۲)

قرضہ کے سوا مجاہد کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

۲۷۔عن عبداللہ بن أبي قتادة عن أبي قتادة أنه سمعه يحدث عن رسول الله ﷺ أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْإِيمَانَ بِاللهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ تُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَتُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذٰلِكَ.① (صحیح مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن ابی قتادہ وہ اپنے والد ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے ان کو رسول اللہ سے حدیث بیان کی کہ آپ صحابہ میں موجود تھے، آپ نے ان کو بتلایا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ پر ایمان سب سے زیادہ فضیلت والے عمل ہیں، ایک آدمی (صحابی) کھڑے ہوئے کہا: یارسول اللہ! یہ بتلائیں اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاتا ہوں تو میری خطائیں معاف کر دی جائینگی؟ رسول اللہ نے فرمایا: ہاں۔ اگر تم ایسی حالت میں اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہو کہ تم صبر کرنے والے، اللہ سے اجر کے امیدوار، دشمن کی صفوں میں آگے بڑھنے والے نہ کہ پیچھے بھاگنے والے تھے (تو تمہاری تمام خطائیں معاف کر دی جائینگی) اتنی بات کہہ کر پھر دوبارہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تو

① رواہ مسلم: کتاب الامارۃ باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ إلا الدین، الرقم: ۱۸۸۵

نے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا: یہ بتلائیے اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاتا ہوں تو میری تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اگر تم ایسی حالت میں اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہو کہ تم صبر کرنے والے، اللہ تعالیٰ سے صبر کے امیدوار، آگے بڑھنے والے نہ پیچھے بھاگنے والے تھے (تو تمہاری تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی) سوائے قرضے کے، بیشک جبریل نے یہ بات ابھی بتلائی ہے۔

تشریح وفوائد

① محتسب کا مطلب ہے: خالصۃً اللہ کے دین کی سربلندی کی نیت رکھنے والا عصبیت، قومیت، لسانیت کی خاطر لڑنے والا مقتول صرف مقتول ہی ہے۔

② رسول اکرم ﷺ کا دوسری مرتبہ کے استفسار پر "إلا الدین" تازہ وحی کی وجہ سے تھا، اس سے معلوم ہوا نبی کریم ﷺ غیب دان نہیں تھے۔

③ إلا الدین کی استثناء سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شہید کی باقی خطائیں معاف

فرما دیتا ہے لیکن اگر حقوق العباد کے حوالے سے اس سے کوئی خطا سرزد ہوئی ہے تو وہ معاف نہیں ہوگی۔ بالخصوص قرضہ۔ واللہ اعلم

④ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔

⑤ محبوب عمل پر ترغیب دینے کا جواز: حدیث مذکور سے کسی اچھے عمل پر ترغیب دینے کا جواز نکلتا ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ کو افضل الاعمال قرار دیا ہے۔

راہ جہاد میں روزہ رکھنے والے مجاہد کا چہرہ
قیامت کے دن جہنم کی آگ سے ستر سال
کی مسافت تک دور کر دیا جائیگا

۲۸۔عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَعَّدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.①

(صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کی راہ (جہاد) میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال کی مسافت جتنا دور کر دیگا۔

فوائد مستنبطہ

① اللہ کی راہ میں، کا مطلب کفار سے جہاد کے وقت روزہ رکھنا بشرطیکہ اس سے کمزوری پیدا ہو جانے کا احتمال نہ ہو، یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ کی رضا کے حصول کیلئے اس کے حکم کی تعمیل میں روزہ رکھنا، خلوص نیت سے جو کام کیا جائے وہ اللہ کی راہ میں ہوتا ہے۔

② ستر سال کے فاصلے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے اتنا دور کر دیگا، جتنا فاصلہ ستر سال میں طے کیا جا سکتا ہے، اس سے مراد بہت زیادہ دور بھی ہوسکتا ہے، فاصلے کی دوری کو واضح کرنے کیلئے ستر سال کی مسافت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

③ میدان جہاد میں روزہ رکھنے کی فضیلت: حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میدان جہاد میں روزے کی بڑی فضیلت ہے کہ ایک دن کے روزہ رکھنے سے روزہ دار کا چہرہ جہنم کی آگ سے ستر سال کی مسافت سے دور رہے گا۔

---

①رواه البخاري:كتاب الجهاد والسير باب فضل الصوم في سبيل الله واللفظ له، الرقم:۲۸۴۰/مسلم:كتاب الصيام باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه بلا ضرر ولا تفويت حق، الرقم:۱۱۵۳

مجاہد کا گھوڑا بھی اس کیلئے باعث اجر و ثواب ہے

٢٩۔عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ "اَلْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ. فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَّسْقِيَ بِهِ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ فَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً فَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ وِزْرٌ. فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ "مَا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑا تین طرح کے لوگ تین قسم کیلئے پالتے ہیں، ایک شخص کیلئے وہ (باعث) اجر ہوتا ہے، دوسرے کیلئے وہ معافی ہے اور تیسرے کیلئے وہ عذاب ہے۔ جس شخص کیلئے وہ اجروثواب ہے یہ وہ شخص ہے جو اسے اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے پالتا ہے، چراگاہ یا (راوی نے اس کے بجائے کہا) باغ میں اس کی رسی کو دراز کر دیتا ہے، اور وہ گھوڑا چراگاہ یاباغ میں اپنی رسی تڑالے اور ایک دو کوڑے (پھینکنے کی دوری) تک اپنی حد سے آگے بڑھ گیا تو اس کے قدموں کے نشانات اور اس کی لید بھی مالک کیلئے ثواب بن جاتی ہے اور کسی نہر سے گزرتے ہوئے مالک کے ارادے کے بغیر خود ہی (گھوڑے نے) پانی پی لیا تو یہ بھی مالک کیلئے باعث ثواب قرار پاتا ہے،

يَّرَهٗ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ①

(صحیح بخاری ومسلم)

دوسرا شخص جس کیلئے اس کا گھوڑا باعث پردہ ومعافی بنتا ہے یہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں سے بے پرواہ رہنے اور لوگوں (کے سامنے سوال کرنے) سے بچنے کیلئے اسے پالا گھوڑے کی گردن پر جو اللہ کا حق ہے اسے بھی وہ ادا کرتا رہتا ہے تو ایسا گھوڑا اس (مالک) کیلئے باعث پردہ ومعافی بن جاتا ہے اور جو شخص گھوڑے کو فخر، ریاکاری اور اسلام دشمنی کی غرض سے باندھتا ہے تو وہ اس کیلئے وبال وعذاب ہے، رسول اکرم ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس کے متعلق کوئی خاص آیت سوا اس اکیلی عام، اور جامع آیت کے نازل نہیں فرمائی: فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره۔ ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره۔ یعنی: جو کوئی ذرہ برابر نیکی کریگا وہ اسے دیکھ

① رواه البخاری کتاب التفسير باب قوله فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره، الرقم: ۴۹۶۲ واللفظ له، مسلم: كتاب الزكاة باب اثم مانع الزكوة، الرقم: ۹۸۷

لیگا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کریگا تو وہ
بھی اسے دیکھ لے گا۔

فوائد مستنبطہ

① پہلا شخص جس کیلئے گھوڑا باعث اجر وثواب ہے یہ وہ ہے جس نے اسے جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے رکھا، دوسرا شخص جس کیلئے گھوڑا باعث پردہ ومعافی ہے یہ وہ ہے جو اپنی ضرورت کیلئے اسے پالتا ہے نہ کہ بطور فخر وتکبر اور ریاکاری کے، تیسرا شخص جس کیلئے گھوڑا باعث وبال وعذاب ہے یہ وہ ہے جو اسے فخر وریاکاری اور اسلام دشمنی کیلئے رکھتا ہے۔

② حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عصر حاضر میں جہاد کیلئے تیار کی جانے والی چیزوں کی دیکھ بھال کرنا بھی ثواب کا باعث ہوگا، جہاد کیلئے استعمال ہونے والی گاڑیوں، استعمال ہونے والا پٹرول اور ان کی مرمت پر ہونے والا خرچ یہ بھی نیکیوں میں شمار ہوگا۔

③ گھوڑوں کی لید اور پیشاب پر قیاس کرتے ہوئے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جہاد کے مقصد سے استعمال ہونے والی گاڑیوں کا دھواں بھی نیکیوں کے پلڑے میں رکھا جائیگا۔

④ اپنی جائز ضروریات کیلئے ذاتی گاڑی (موٹر سائیکل، کار وغیرہ) رکھنا جائز ہے لیکن اس کا حق یہ بھی ہے کہ کسی غریب ضرورتمند کو بلا معاوضہ اس کی منزل مقصود تک پہنچایا جائے اور ہمسایوں اور رشتے داروں کی چھوٹی موٹی ضروریات پوری کی جائیں۔

⑤ حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی بھی ضرورت کی چیز جو معاشرے میں دولت مندی کی علامت سمجھی جاتی ہو، محض فخر کے اظہار کیلئے اسے حاصل کرنا اور بے جا اس کا اظہار کرنا بڑا گناہ ہے۔

⑥ نیت کی اہمیت: حدیث مذکور سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوئی کہ عمل میں اجر و ثواب اور روز رو عذاب کا دارو مدار نیت ہی پر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مجاہد کے بدن کو مشرکین کے ہاتھوں کے لگانے سے محفوظ رکھنا

(۳۰)اَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: بَعَثَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَشْرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الانصاری جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالْهَدَأَةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ لِحْيَانَ فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيْبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ حَتّٰى وَجَدُوْا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوْهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالُوْا هٰذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَؤُوْا إِلٰى فَدْفَدٍ وَأَحَاطَ بِهِمْ الْقَوْمُ فَقَالُوْا اَنْزِلُوْا وَأَعْطُوْنَا بِأَيْدِيْكُمْ لَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ اَحَدًا قَالَ عَاصِمُ بن ثَابِتٍ أَمِيْرُ السَّرِيَّةِ: أَمَّا أَنَا فَوَاللهِ لَا أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ، اَللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا فِيْ سَبْعَةٍ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ

ترجمہ: ابوھریرہ ﷛ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کی ایک جماعت کفار کی جاسوسی کیلئے بھیجی اور آپ ﷺ نے عاصم بن محمد بن خطاب کے نانا عاصم بن ثابت انصاری ﷛ کو اس جماعت کا امیر مقرر فرمایا، یہ جماعت روانہ ہوئی، جب یہ لوگ مقام ھداۃ پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ بنولحیان کو کسی نے خبر دیدی اور اس قبیلہ کے دو سو تیراندازوں کی ایک جماعت ان کی تلاش میں نکلی، یہ سب صحابہ کے قدموں کے نشانات سے اندازہ لگاتے ہوئے چلتے چلتے آخر ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں صحابہ نے بیٹھ کر کھجوریں کھائیں تھیں جو وہ مدینہ منورہ سے اپنے ساتھ لیکر چلے تھے۔ پیچھا کرنے والوں نے (آپس میں) کہا: یہ (گٹھلیاں) تو یثرب (مدینہ) کی کھجوروں کی ہیں۔ اور پھر قدم کے نشانوں سے اندازہ کرتے

مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ دَثِنَةَ وَرَجُلٌ آخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ أَطْلَقُوْا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوْهُمْ فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ أُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلٰى فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ عَلٰى أَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَأَبٰى فَقَتَلُوْهُ فَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ وَابْنِ دَثِنَةَ حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا فَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنًا لِيْ وَأَنَا غَافِلَةٌ حِيْنَ أَتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلٰى فَخِذِهِ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهِ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِيْ وَجْهِيْ فَقَالَ: تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ وَاللهِ

ہوئے آگے بڑھنے لگے، آخر عاصم اور ان کے ساتھیوں نے جب انہیں دیکھ لیا تو ان سب نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لی، مشرکین نے ان سے کہا کہ ہتھیار ڈال کر نیچے اتر آؤ تم سے ہمارا عہد و پیمان ہے ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے، عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ جو اس مہم کے امیر تھے نے کہا: کہ میں تو آج کسی صورت میں ایک کافر کی پناہ میں نیچے نہیں اتروں گا۔ اے اللہ! ہماری حالت سے اپنے نبی کو مطلع کر دے۔ اس پر ان کافروں نے ان پر تیر برسانا شروع کر دیئے اور عاصم سمیت سات دوسرے صحابہ کو شہید کر ڈالا، اور باقی تین صحابی ان کے عہد و پیمان پر اتر آئے، یہ خبیب انصاری رضی اللہ عنہ ابن دثنہ اور تیسرے صحابی (عبداللہ بن طارق بلوی رضی اللہ عنہ) تھے، جب یہ صحابہ ان مشرکین کے قبضے میں آ گئے تو انہوں نے اپنی کمانوں کے تانت اتار کر ان صحابہ کو ان سے باندھ لیا۔

مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ وَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُّهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ وَكَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُوْنِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوْا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا اَللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا

(وَلَسْتُ أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ
وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ
يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ)

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا فَاسْتَجَابَ اللهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيْبَ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أُصِيْبُوْا وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلٰى عَاصِمٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا أَنَّهُ قُتِلَ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ

عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تمہاری پہلی غداری ہے میں تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤنگا، بلکہ میں تو ان شہداء صحابہ کا اسوہ اختیار کرونگا۔ ان کی مراد شہداء صحابہ تھے، مگر مشرکین ان کو زبردستی کھینچنے لگے اور بزور ان کو ساتھ لے جانا چاہا۔ لیکن انہوں نے جانے سے انکار کردیا تب انہوں نے اسے قتل کردیا۔ اب یہ لوگ خبیب اور ابن دثنہ رضی اللہ عنہما کو ساتھ لیکر چلے اور ان کو مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا، یہ جنگ بدر کے بعد کا واقعہ ہے، خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبدمناف کے لڑکوں نے خرید لیا، خبیب رضی اللہ عنہ نے ہی بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ آپ نے ان کے یہاں بحیثیت قیدی کچھ دن رہے۔ (زہری نے بیان کیا) مجھے عبیداللہ بن عیاض نے خبر دی اور انہیں حارث بن عامر کی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا جو بعد میں مسلمان ہوگئی تھیں) نے خبر دی کہ جب

وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يُقْطَعَ مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا.①

(صحیح بخاری)

ان (خبیب رضی اللہ عنہ) کو قتل کرنے کیلئے لوگ جمع ہوئے تو انہوں نے (زینب) سے موئے زیر ناف مونڈنے کیلئے استرا مانگا۔ انہوں نے استرا دیدیا (زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا) پھر انہوں نے میرے ایک بچے کو اپنے پاس بلایا، جب وہ ان کے پاس گیا تو میں غافل تھی، (زینب) بیان کرتی ہیں پھر میں نے جب اپنے بچے کو ان کی ران پر بیٹھا ہوا دیکھا اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا، تو میں اس بری طرح گھبرائی کہ خبیب رضی اللہ عنہ بھی میرے چہرے سے سمجھ گئے، انہوں نے کہا: تمہیں اس بات کا خوف ہوگا کہ میں اس (بچے) کو قتل کرڈالونگا، یقین کرو میں کبھی ایسا نہیں کرونگا، اللہ کی قسم! کوئی قیدی میں نے خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر کبھی نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! میں نے ایک دن دیکھا کہ انگور کا خوشہ ان کے ہاتھ میں ہے اور اس میں سے کھا رہے ہیں حالانکہ وہ لوہے کی

① رواہ البخاری: کتاب الجہاد والسیر باب هل یستاسر الرجل ومن لم یستاسر ومن رکع رکعتین عند القتل، الرقم: ۳۰۴۵

زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا، کہا کرتی تھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رزق تھا جو اس نے خبیب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا، پھر جب مشرکین انہیں حرم سے باہر لائے تاکہ حرم کی حدود سے نکل کر انہیں شہید کردیں تو خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھ لینے دو، انہوں نے اجازت دیدی، پھر خبیب رضی اللہ عنہ نے دو رکعت پڑھیں اور فرمایا: اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں (قتل سے) گھبرا رہا ہوں تو میں ان دو رکعتوں کو اور لمبا کرتا، اے اللہ! ان ظالموں میں سے ایک ایک کو ختم کردے (پھر یہ اشعار پڑھے)

جبکہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جارہا ہوں تو مجھے کسی قسم کی پرواہ نہیں ہے، خواہ اللہ کے راستے میں مجھے کسی پہلو پر بھی پچھاڑا جائے۔ یہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہے اور اگر وہ چاہے تو اس جسم کے ٹکڑوں میں بھی برکت دے

سکتا ہے جس کی بوٹی بوٹی کر دی گئی ہو۔
آخر حارث کے بیٹے (عقبہ) نے ان کو شہید کر دیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ سے ہی ہر اس مسلمان کیلئے جسے قید کر کے قتل کیا جائے (قتل سے پہلے) دو رکعتیں مشروع ہوئی ہیں، ادھر حادثہ کے شروع ہی میں عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ مہم کے امیر کی دعا اللہ تعالی نے قبول کر لی تھی (کہ اللہ ہماری حالت کی خبر اپنے نبی کو دیدے) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو وہ سب حالات بتلا دیئے تھے جن سے یہ مہم دوچار ہوئی تھی، کفار قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ عاصم بن ثابت شہید کر دیئے گئے تو انہوں نے ان کی تلاش کیلئے اپنے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ لائیں جس سے ان کی شناخت ہو سکتی ہو، عاصم رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں کفار قریش کے ایک سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا، لیکن اللہ تعالی نے بھڑوں کا چھتہ عاصم رضی اللہ عنہ کی نعش پر قائم کر دیا

انہوں نے قریش کے آدمیوں سے
عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کو بچالیا اور وہ ان کے
بدن کا کوئی ٹکڑا نہ کاٹ سکے۔

فوائد مستنبطہ

① عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ جمیلہ عاصم بن ثابت کی بیٹی تھیں، بعض نے یہ کہا کہ یہ عاصم بن عمر کے ماموں تھے اور جمیلہ ان کی بہن تھیں، خیر ان چھ آدمیوں کی نبی کریم ﷺ نے عضل اور قارۃ (دو قبیلوں کے نام ہیں) کی درخواست پر بھیجا تھا، وہ جنگ احد کے بعد رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے عرض کیا ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں، ہمارے ساتھ چند صحابہ کے بھیج دیں تاکہ وہ ہمیں دین کی تعلیم دیں، آپ نے مرثد بن ابی مرثد اور خالد بن بکیر اور خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ اور عبد اللہ بن طارق رضی اللہ عنہم کو ان کے ساتھ کر دیا۔ راستے میں بنو لحیان کے لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا اور دغا سے مار ڈالا۔

② زینب بنت الحارث (جن کے حالات زندگی الاصابۃ فی تمیز الصحابہ وغیرہ کتب تراجم میں موجود ہے) کا اس حدیث میں ذکر ہے، یہ بعد میں مسلمان ہوگئی تھیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کا ذکر ''الاصابۃ فی تمیز الصحابہ'' میں کیا ہے۔

③ کفار کا وعدہ کی خلاف ورزی کرنا: حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کا کوئی عہد و پیماں نہیں ہے، جیسا کہ کفار بنی لحیان نے مسلمانوں کے ساتھ عہد و پیماں کرنے کے بعد فوراً ہی اپنے وعدہ کے خلاف ورزی کر کے مسلمانوں کو قتل کر ڈالا۔

④ کرامات اولیاء کا ثبوت: حدیث فوق الذکر سے اولیاء کی کرامات کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ بغیر موسم کے سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو تازہ میوے ملنا۔

⑤ اہل اسلام کی نرم دلی: حدیث مذکور سے مسلمانوں کی نرم دلی کا ثبوت ملتا ہے اور وہ اس طرح کہ جب کفار کا وہ شیر خوار بچہ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس غلطی سے پہنچ گیا اور استرا ان (خبیب رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں تھا تو خبیب رضی اللہ عنہ نے دشمن کے اس شیر خوار بچہ کو قتل نہیں کیا کیونکہ وہ بے گناہ تھا جب کہ ان (خبیب رضی اللہ عنہ) کو یقین کامل تھا دشمن نے ان کو قتل ہی کرنا ہے۔

⑥ مجاہد کے بدن کو کفار کے ہاتھوں سے محفوظ رکھنا: اور وہ اس طرح کہ جب مشرکین مکہ کو معلوم ہوا کہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو انہوں نے ان (عاصم رضی اللہ عنہ) کی لاش کیلئے اپنے آدمی بھیجے تاکہ اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ لائیں کیونکہ عاصم رضی اللہ عنہ نے بدر میں مشرکین مکہ کا ایک بہت بڑا آدمی (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کے ذریعہ سے ان کی لاش کو محفوظ کر کے بچا لیا۔

جنگ بدر میں شریک فرشتے دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں

۳۱۔عن معاذ بن رفاعة بن رافع الزرقی عن أبیه وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ؟ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.① (صحیح بخاری)

ترجمہ: معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی سے روایت ہے وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں اور ان کے والد جنگ بدر میں شرکت کرنے والوں میں شامل تھے، وہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ سے کہا: آپ اپنے میں بدروالوں کو کیا شمار کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم انہیں تمام مسلمانوں میں افضل شمار کرتے ہیں (آپ نے یہی فرمایا یا اسی طرح کی بات کہی) جبریل علیہ السلام نے فرمایا: بدر میں شرکت کرنے والے فرشتے بھی ایسے ہیں (یعنی وہ بھی تمام فرشتوں میں افضل ہیں)

فوائد

① جہاد ایسا فضیلت والا عمل ہے کہ اس سے انسان تو کیا فرشتوں کو بھی شرف حاصل ہوجاتا ہے۔

② اس حدیث سے بدر میں شریک تمام صحابہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، باقی دوسرے صحابہ پر۔

③ فرشتوں کا نزول جنگ بدر کے علاوہ دوسرے موقعوں پر بھی ہوا ہے لیکن جو فرشتے اس موقعہ پر حاضر تھے وہ دوسروں سے افضل ہیں۔

④ اہل بدر کی اہمیت: حدیث مذکور سے اہل بدر کی اہمیت وشرف معلوم ہوا اور وہ اس طرح کہ جبریل علیہ السلام کا استفہام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنا کہ تم اپنے میں اہل بدر کو کیا شمار کرتے ہو؟

① رواه البخاری: كتاب المغازی باب شهود الملائكة بدرا، الرقم: ۳۹۹۲

مجاہد کی یقین دہانی سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار کا نظر آنا

۳۲۔عن طارق بن شهاب قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا لَأَنْ أَكُوْنَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَدْعُوْ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى إِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا، وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ يَعْنِيْ قَوْلَهُ.① (صحیح بخاری)

ترجمہ: طارق بن شہاب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لئے کسی بھی چیز کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہوتی، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ مشرکین پر بددعا فرما رہے تھے، انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ جاؤ، تم اور تمہارے رب ان سے جنگ کرو، بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے، جمع ہو کر لڑیں گے میں نے دیکھا نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش ہو گئے۔

تشریح

ہوا یہ تھا کہ بدر کے دن رسول اکرم ﷺ قریش کے ایک قافلہ کی خبر سن کر مدینہ سے نکلے تھے، وہاں قافلہ تو نکل گیا، فوج سے لڑائی ٹھن گئی جس میں خود کفار مکہ جارح کی حیثیت سے تیار ہو کر آئے تھے، اس نازک مرحلہ پر رسول اکرم ﷺ نے جملہ صحابہ سے جنگ سے متعلق نظریہ معلوم

① رواه البخاری کتاب المغازی باب قول الله تعالیٰ: إذ تستغيثون ربكم۔۔۔، الرقم: ۳۹۵۲

فرمایا، اس وقت جملہ مہاجرین وانصار نے آپ کو تسلی دی اور اپنی آمادگی کا اظہار فرمایا، انصار نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ اگر برک الغماد نامی دور دراز جگہ تک جنگ کیلئے لے جائیں گے تو بھی ہم آپ کے ساتھ چلنے اور جان و دل سے لڑنے کو حاضر ہیں، اس پر آپ ﷺ بیحد مسرور ہوئے۔

اللہ کی راہ میں شہادت سے افضل کوئی عمل نہیں

۳۳۔عن ابن عباس عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ "مَا الْعَمَلُ فِيْ أَيَّامٍ أَفْضَلَ مِنْهَا فِيْ هٰذِهِ الْعَشْرِ "قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ؟ قَالَ" وَلَا الْجِهَادُ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ."① (صحیح بخاری)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: اس دس دنوں کے عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں فضیلت نہیں، لوگوں نے پوچھا اور جہاد میں بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں جہاد میں بھی نہیں، سوائے اس شخص کے جو اپنی جان ومال خطرہ میں ڈال کر نکلا اور واپس کچھ بھی نہ لایا (یعنی سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کردیا۔)

فوائد

① دس دن سے مراد ماہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے، جوکہ افضل ایام شمار ہوتے ہیں۔

② اس حدیث میں جہاد کی عظمت عیاں ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کے مختلف درجات ہیں، سب سے اونچا درجہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے جان تک کو قربان کردے۔

③ اس حدیث سے عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت بھی واضح ہوتی ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس عشرہ میں کیے جانے والے اعمال صالحہ کی کتنی اہمیت ہے۔

① رواہ البخاری: کتاب العیدین باب فضل العمل فی أیام التشریق، الرقم: ۹۶۹

④ شہادت کی فضیلت: حدیث مذکور سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ذی الحجہ کے دس دنوں کے عمل سے کوئی بھی عمل افضل و بہتر نہیں، ہاں البتہ وہ شخص جو کہ اللہ کی راہ (جہاد) میں اپنی جان و مال کے ساتھ نکل کر کچھ بھی واپس نہیں لایا، یعنی شہید ہوگیا تو اس کا یہ شہادت والا عمل ایام ذی الحجہ میں کیے جانے والے اعمال سے بھی افضل ہے۔

مجاہد کیلئے شہید ہونا یا غازی بننا دونوں چیزیں فائدہ مند ہیں

٣٤۔عن الزهری قال أخبرنی سعید بن المسیب أن اباهریرة قال سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ واللهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِهٖ کَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَکَّلَ اللهُ لِلْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِهٖ بِأَنْ یَّتَوَفَّاهُ أَنْ یُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ یَرْجِعَهٗ سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِیْمَةٍ۔①

(صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: زہری کہتے ہیں مجھے سعید بن میب نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کی مثال، اور ویسے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ کون حقیقتاً اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو جو رات میں برابر نماز پڑھتا رہے اور دن میں برابر روزے رکھتا رہے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کیلئے ذمہ داری لی ہے کہ اللہ اسے شہادت دیگا تو اسے بے حساب وکتاب جنت میں داخل کرے گا اور یا پھر زندہ سلامت (گھر) ثواب ومال غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا۔

① رواہ البخاری: کتاب الجهاد والسیر باب افضل الناس مؤمن یجاهد بنفسه وماله فی سبیل الله، الرقم: ٢٧٨٧، واللفظ له/ مسلم: کتاب الامارة باب فضل الجهاد والخروج فی سبیل الله، الرقم: ١٨٧٦، مختصرا

فوائد مستنبطہ

① یعنی نیت کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی کو بخوبی معلوم ہے کہ وہ مخلص ہے یا نہیں ۔اگر مخلص ہے تو مجاہد ہوگا ورنہ دنیا کے مال و جاہ اور ناموری کیلئے لڑے وہ مجاہد فی سبیل اللہ نہیں ہے، حدیث بالا میں جو نماز وروزے کی مثال دی گئی ہے، اس سے نفلی نماز اور نفلی روزے مراد ہیں کہ کوئی شخص دن بھر روزہ رکھتا ہو اور رات بھر نفلی نماز پڑھتا ہو، مجاہد کا درجہ اس سے بھی بڑھ کر ہے ۔

② مسئلہ کی وضاحت کیلئے مثال دینے کا ثبوت: حدیث بالا سے مسئلہ کی وضاحت کیلئے مثال دینے کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال دن بھر روزہ دار اور رات بھر نفلی نماز پڑھنے والے سے دی ہے ۔

③ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجاہد فی سبیل اللہ کی ضمانت: اللہ تعالیٰ نے مجاہد فی سبیل اللہ کیلئے یہ ضمانت دی ہے کہ اگر مجاہد فی سبیل اللہ، اللہ کی راہ میں شہید ہو کر مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اگر وہ زندہ سلامت واپس اپنے گھر آ جائے تو اجر و ثواب کے ساتھ واپس ہوگا، مقصد یہ ہے کہ مجاہد فی سبیل اللہ کیلئے اللہ کی راہ میں مرنا اور جینا دونوں ہی کامیابی ہیں ۔

مجاہد کے حق میں قرآنی آیات کا نازل ہونا اور شہادت کے بعد شہید کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

۳۵۔عن اسحق بن عبدالله بن أبي طلحة قال حدثني أنس أنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ خَالَهُ أَخٌ لِأُمِّ سُلَيْمٍ فِيْ سَبْعِيْنَ رَاكِبًا وَكَانَ رَئِيْسُ الْمُشْرِكِيْنَ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ فَقَالَ: يَكُوْنَ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِيَ أَهْلُ الْمَدَرِ أَوْ أَكُوْنَ خَلِيْفَتَكَ أَوْ أَغْزُوْكَ بِأَهْلِ غَطَفَانَ بِأَلْفٍ وَأَلْفٍ فَطُعِنَ عَامِرٌ فِيْ بَيْتِ أُمِّ فُلَانٍ فَقَالَ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَكْرِ فِيْ بَيْتِ إِمْرَأَةٍ مِنْ آلِ فُلَانٍ اِئْتُوْنِيْ بِفَرَسِيْ فَمَاتَ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهٖ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُوْ أُمِّ سُلَيْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ كُوْنَا قَرِيْبًا حَتّٰى آتِيَهُمْ فَإِنْ آمَنُوْنِيْ كُنْتُمْ قَرِيْبًا وَإِنْ قَتَلُوْنِيْ أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ فَقَالَ أَتُؤَمِّنُوْنَنِيْ أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؛ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَأُوْا إِلٰى رَجُلٍ فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهُ قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهُ حَتّٰى أَنْفَذَهُ بِالرُّمْحِ قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ! فُزْتُ

ترجمہ: اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے، کہتے ہیں مجھے انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے اس (انس) کے ماموں جو (انس کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، کو ان ستر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا، اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مشرکوں کے سردار عامر بن طفیل نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے (ازراہ شرارت وتکبر) تین صورتیں رکھی تھیں، اس نے کہا: یا تو یہ ہو کہ دیہاتی آبادی پر آپ کی اور شہری آبادی پر میری حکومت ہو، یا پھر مجھے آپ (کے بعد) کا جانشین مقرر کیا جائے، ورنہ پھر میں ہزاروں غطفانیوں کے لے کر آپ پر چڑھائی کرونگا۔ (اس پر نبی ﷺ نے بددعا کی) اور ام فلاں کے گھر میں وہ مرض طاعون میں گرفتار ہوا، کہنے لگا کہ اس فلاں کی عورت کے گھر کے جوان کی اونٹ کی طرح مجھے بھی غدود نکل آیا ہے، میرا گھوڑا لاؤ، چنانچہ وہ اپنے

وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَلَحِقَ الرَّجُلُ فَقُتِلُوْا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْأَعْرَجِ كَانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَيْنَا ثُمَّ كَانَ مِنَ الْمَنْسُوخِ "إِنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا" فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوُا اللهَ وَرَسُوْلَهُ.① (صحیح بخاری ومسلم)

گھوڑے کی پشت پر ہی مرگیا، بہرحال ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بھائی حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ ایک اور صحابی جو لنگڑے تھے اور تیسرے صحابی جن کا تعلق بنی فلاں سے تھا، آگے بڑھے، حرام نے (اپنے دونوں ساتھیوں سے بنو عامر تک پہنچ کر پہلے ہی) کہہ دیا کہ تم دونوں میرے قریب ہی کہیں رہنا، میں ان کے پاس پہلے جاتا ہوں اگر انہوں نے مجھے امان دیدی تو تم لوگ قریب ہی ہو اور اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو آپ حضرات اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جائیں، چنانچہ قبیلہ میں پہنچ کر انہوں نے ان سے کہا: کیا تم مجھے امان دیتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام تمہیں پہنچا دوں؟ پھر وہ نبی کریم ﷺ کا پیغام انہیں پہنچانے لگے تو قبیلہ والوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا اور اس نے پیچھے سے آکر ان پر نیزے سے وار کیا (راوی

①رواه البخاري: كتاب المغازي باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة، الرقم: ۴۰۹۱ واللفظ له / مسلم: كتاب الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد، الرقم: ۶۷۷

حدیث) حمام کا بیان ہے میرا خیال ہے کہ نیزہ آر پار ہوگیا تھا، حرام ﷜ کی زبان سے اس وقت نکلا: اللہ اکبر! کعبہ کی رب کی قسم! میں نے اپنی مراد پالی۔ اس کے بعد ان میں سے ایک صحابی کو بھی مشرکین نے پکڑ لیا (جو حرام کے ساتھ تھے اور انہیں بھی شہید کر دیا) اور اس مہم کے تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔ صرف لنگڑے صحابی بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے، ان شہداء کی شان میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی، بعد میں وہ آیت منسوخ ہوگئی (آیت یہ تھی) انا قد لقینا ربنا فرضی عنا وأرضانا) نبی ﷺ نے ان قبائل رعل، ذکوان، بنولحیان عصیہ کیلئے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرنی کی تھی تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی۔

اور صحیح بخاری ومسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ عامر بن فہیرہ کو شہادت کے بعد آسمان پر اٹھالیا گیا۔

وعن أبي أسامة قال قال هشام بن عروة أخبرني أبي قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِيْنَ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ وَأُسِرَ عَمْرُوبْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ مَنْ هٰذَا؟ فَأَشَارَ إِلٰى قَتِيْلٍ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ هٰذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ.فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَاقُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيْبُوْا إِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوْا رَبَّهُمْ فَقَالُوْا أَخْبِرْعَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ.① (صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: ابواسامہ کہتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے کہا: مجھے میرے والد (عروہ بن زبیر) نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ جب بئر معونہ کے حادثہ میں قاری صحابہ شہید کیے گئے اور عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ قید کیے گئے تو عامر بن طفیل نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے ایک لاش کی طرف اشارہ کیا، عمرو بن امیہ نے انہیں بتلایا کہ یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں، اس پر عامر بن طفیل نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ شہید ہو جانے کے بعد ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھا لی گئی، میں نے اوپر نظر اٹھائی تو لاش آسمان وزمین کے درمیان لٹک رہی تھی پھر وہ زمین کی طرف رکھدی گئی، ان شہداء کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ان کی شہادت کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں

① رواہ البخاری: کتاب المغازی باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة، الرقم: ۴۰۹۳/ مسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب استحباب القنوت في جميع الصلاة اذا نزلت بالمسلمين نازلة/ مختصرا(۶۷۷)

اور شہادت کے بعد انہوں نے اپنے رب کے حضور میں عرض کی کہ اے ہمارے رب! ہمارے (مسلمان) بھائیوں کو اس کی اطلاع دیدے کہ ہم تیرے پاس پہنچ کر کس طرح خوش ہیں اور تو بھی ہم سے راضی ہے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کے ذریعے) مسلمانوں کو اس کی اطلاع دیدی۔

اور صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں یوں آیا ہے:

وعن أنس بن مالك قَالَ دَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا يَعْنِيْ أَصْحَابَهُ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا حِيْنَ يَدْعُوْ عَلَى رِعْلٍ وَلِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ قَالَ أَنَسٌ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ فِي الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتّٰى نُسِخَ بَعْدُ: بَلِّغُوْا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ.①

(صحیح بخاری)

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے آپ کے معزز اصحاب (قاریوں) کو بئر معونہ میں شہید کر دیا تھا، تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی تھی، آپ قبائل رعل، بنولحیان اور عصیہ کیلئے ان نماز میں بددعا کرتے تھے، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی، جناب انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی

①رواه البخاري: كتاب المغازي باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة، الرقم: ٤٠٩٥

کریم ﷺ پر انہی صحابہ کے بارے میں جو بئر معونہ میں شہید کر دیئے گئے تھے قرآن مجید کی آیت نازل کی، ہم اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے، لیکن بعد میں یہ آیت منسوخ ہوگئی (اس آیت کا ترجمہ ہے) ہماری قوم کو خبر پہنچا کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم بھی اس سے راضی ہیں۔

فوائد مستنبطہ

① درج بالا عنوان کے تحت یہ تین حدیثیں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں۔ بعض میں اختصار اور بعض میں تفصیل ہے، یہ واقعہ ماہ صفر ۴ھ کو جنگ احد کے بعد پیش آیا، رجیع ایک مقام کا نام ہے جو بئر معونہ اور عسفان کے درمیان ہے، یہاں پر قبیلہ رعل، ذکوان، بنولحیان اور عصیہ وغیرہ آباد تھے کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے غلط بیانی کر کے دین اسلام کی تعلیم کی غرض سے اپنے علاقہ میں صحابہ کو بھیجنے کا مطالبہ کیا، آپ ﷺ نے قرآن مجید کے بہترین ستر قاریوں کو ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ جب یہ لوگ مقام رجیع پر پہنچے تو رعل، ذکوان، بنولحیان اور عصیہ نے ان صحابہ کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ایک ماہ تک فجر کی نماز

میں قنوت میں ان کے حق میں بددعائیں کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور یہ قبائل تباہ و برباد ہوئے۔ (الا ماشاء اللہ)

② ایک حقیقی مؤمن کی دل کی مراد یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں اپنی جان قربان کر سکے، اگر کسی میں یہ جذبہ نہیں تو اسے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔ جناب حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کا اظہار فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے ان کی جانوں اور مالوں کے بدلے جنت کا سودہ کر چکا۔

③ ان احادیث میں جس عامر بن فہیرہ صحابی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے، یہ وہی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت فرمائی تو تین دن تک آپ جبل ثور میں رہے، یہ صحابی عامر بن فہیرہ موقعہ پا کر اونٹنی کا تازہ دودھ لاتے اور آپ کو سیراب کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ اعزاز بخشا کہ جب ستر قاریوں میں ان کو بھی شہید کیا گیا تو ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی اور پھر زمین پر رکھ دی گئی۔

④ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے موقعہ پر فرض نمازوں میں قنوت کرنا سنت ہے، فقہاء کی اصطلاح میں اسے قنوت نازلہ کہتے ہیں۔

⑤ فرحت وخوشی کے موقعہ پر قسم اٹھانے کا جواز: حدیث اول سے معلوم ہوا کہ فرحت وخوشی کے موقعہ پر قسم اٹھانا جائز ہے، جیسا کہ جب حرام بن ملحان کو نیزہ لگا تو انہوں نے فوراً "فزت ورب الکعبة" کے ساتھ قسم اٹھائی کیونکہ ان کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا۔

قول رسول ﷺ پر یقین کامل رکھتے ہوئے ایک صحابی شہید ہوئے

۳۶۔عن ابی بکر بن عبداللہ بن قیس عن أبیه قَالَ سَمِعْتُ أَبِیْ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ فَقَالَ يَا أَبَا مُوْسَىٰ آنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَرَجَعَ إِلَىٰ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ ثُمَّ مَشَىٰ بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهِ حَتّٰى قُتِلَ.① (صحیح مسلم)

ترجمہ: ابوبکر عبداللہ بن قیس اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں میں نے دشمن کی موجودگی میں اپنے والد سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، بیشک جنت تلواروں کے سائے تلے ہے، یہ سن کر ایک شخص غریب میلا کچیلا کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے ابوموسیٰ! کیا آپ یہ سنا ہے کہ رسول اللہ نے یہ بات کہی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، کہتے ہیں وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس آیا کہا میں تمہیں سلام کرتا ہوں، پھر انہوں نے تلوار کی نیام توڑی اور اسے پھینک دیا، پھر اپنی تلوار لیکر دشمن کی طرف چلا گیا اور دشمن پر حملے کئے یہاں تک کہ وہ شہید ہوگیا۔

فوائد مستنبطہ

① امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''إن أبواب الجنة تحت ظلال السيوف'' کا

① رواہ مسلم: کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید، الرقم: ۱۹۰۲

مطلب علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ جہاد اور قتال کے معرکے میں حاضر ہونا یہ جنت کا راستہ اور جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔ (شرح صحیح مسلم)

② ایک غریب اور مسکین صحابی کا جذبہ جہاد کس قدر قابل ستائش ہے کہ جب انہوں نے یہ یقین کرلیا کہ ''إن أبواب الجنة تحت ظلال السیوف'' (الحدیث) یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے تو پھر جنت کے حرص میں بلا تاخیر میدان جہاد میں کود پڑے۔

③ عمل خیر کی تحقیق کرنا: حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمل مرغوب کی تحقیق کرنا چاہیے، جیسا کہ جب اس شخص کو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ قول رسول ﷺ "ان الجنة تحت ظلال السیوف" کا علم ہوا تو فوراً اس نے ابوموسیٰ سے تاکیداً کہا کہ اے ابوموسیٰ کیا واقعی تم نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

شوق شہادت میں اللہ کی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا

۳۷۔عن ثابت قال أنس: عَمِّيَ الَّذِيْ سُمِّيتُ بِهِ لَمْ يَشْهَدْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بَدْرًا قَالَ فَشَقَّ عَلَيْهِ قَالَ: أَوَّلُ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ غُيِّبْتُ عَنْهُ وَإِنْ أَرَانِيَ اللهُ مَشْهَدًا لَيَرَانِيَ اللهُ مَا أَصْنَعُ قَالَ فَهَابَ أَنْ يَقُوْلَ غَيْرَهَا قَالَ فَشَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ فَاسْتَقْبَلَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ لَهُ أَنَسٌ يَا أَبَا عَمْرٍو أَيْنَ؟ فَقَالَ وَاهًا لِرِيحِ الْجَنَّةِ أَجِدُهُ دُوْنَ أُحُدٍ قَالَ فَقَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ. قَالَ فَوَجَدَ فِيْ جَسَدِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُوْنَ مِنْ بَيْنِ ضَرْبَةٍ وَطَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ قَالَ: فَقَالَتْ أُخْتُهُ عَمَّتِيَ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ النَّضْرِ فَمَا عَرَفْتُ أَخِيْ إِلَّا بِبَنَانِهِ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب:۲۳) قَالَ فَكَانُوْا

ترجمہ: ثابت سے روایت ہے کہ جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے چچا جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا ہے (یعنی ان کا نام بھی انس تھا) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے تھے، یہ چیز ان پر بہت دشوار گذری، انہوں نے کہا: میں رسول اکرم ﷺ کی معیت میں پہلی لڑائی میں غائب رہا، اب اگر اللہ تعالیٰ مجھے کسی دوسری لڑائی میں آپ کے ساتھ چلنے کا موقعہ دیگا تو پھر اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں (یعنی کیا جوہر دکھاتا ہوں)؟ اور پھر وہ کچھ کہنے سے خوفزدہ ہو گئے (یعنی کچھ اور دعویٰ کرنے سے کہ میں ایسا کرونگا ویسا کرونگا، کیونکہ شاید نہ ہو سکے اور جھوٹ ثابت ہوں) پھر وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ احد کی لڑائی میں گئے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کے سامنے آئے، انہوں نے کہا: کہاں اے ابو عمرو (یہ انس بن نضر کی کنیت تھی) جاتے ہو؟

يُرَوْنَ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَصْحَابِهِ.①

(صحیح بخاری ومسلم)

انہوں نے جواب میں کہا: افسوس جنت کی ہوا احد کی طرف سے مجھے آرہی ہے، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ کافروں سے لڑے حتی کہ شہید ہوگئے (لڑائی کے بعد دیکھا گیا) تو ان کے بدن پر اسی سے زائد زخم تھے، تلوار کے کچھ نیزے کے اور کچھ تیروں کے، ان کی بہن ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کو انگلیوں کے پوروں سے ہی پہچان پائی، (پورے جسم پر زخموں کی وجہ سے ان کو پہچانا بھی نہ جاسکتا تھا) یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ مرد جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کردکھایا، بعض اپنا کام کرچکے اور بعض ابھی انتظار میں ہیں۔'' صحابہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

① رواہ مسلم؛ كتاب الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد، الرقم: ١٩٠٣، واللفظ له، البخاري: كتاب الجهاد والسير باب قول الله عز وجل: من المؤمنين رجال صدقوا... الرقم: ٢٨٠٥

فوائد مستنبطہ

① جنگ بدر میں انس بن نضر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی عدم شرکت اس لئے تھی کہ بدر کے معرکے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے باقاعدہ اعلان نہیں تھا۔ بلکہ غزوہ اچانک واقع ہوا بدون امداد ارادہ کے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے سواری موجود ہو صرف وہی ہمارے ساتھ چلے۔

② "فهاب ان يقول غيرها" کا مطلب یہ ہے کہ جناب انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے یہ تو فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آئندہ کسی معرکہ میں شرکت کا موقعہ دیا تو پھر وہ میری شجاعت کے جوہر دیکھے گا، یہ بات بھی نہایت اہم بات تھی، یہ کہکر جناب انس نے اللہ تعالیٰ سے کسی اور عہد و وعدہ کی بات کہنے سے گریز کیا کہ کہیں میں اس قسم کی کوئی بات کہدوں اور پھر اسے پورا نہ کرسکوں۔

③ جنت کی باقاعدہ ایک خوشبو ہے جسے جناب انس بن نضر نے جبل احد کی دوسری طرف سے محسوس کیا، ایک حدیث میں ہے: ''جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے''

④ آیت (رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا) کا سبب نزول بھی معلوم ہوا کہ یہ آیت انس بن نضر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی۔

⑤ کراماتِ اولیاء کا ثبوت: حدیث مذکور سے کرامات اولیاء کا ثبوت ملتا ہے اور وہ اس طرح کہ انس رضی اللہ عنہ بن النضر رضی اللہ عنہ کو جبل احد سے جنت کی خوشبو محسوس ہوئی اور یہ یقیناً ان کی کرامت ہے۔

غزوہ موتہ میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے
جسم پر سامنے والے حصے میں نوے سے
زائد زخم پائے گئے

۳۸۔عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنه قَالَ أَمَّرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنْتُ فِيْهِمْ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلٰى وَوَجَدْنَا مَا فِيْ جَسَدِهِ بِضْعًا وَّتِسْعِيْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ..①(صحیح بخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو قافلہ کا امیر مقرر فرمایا، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر زید بن حارثہ معرکہ میں شہید ہو جائیں تو پھر جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے، اور اگر جعفر شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہونگے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس غزوۃ میں میں بھی شریک تھا، ہم نے (لڑائی ختم ہونے کے بعد) جعفر رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈا ہم نے انہیں مقتولین میں پالیا، ہم نے ان کے جسم میں نوے سے زیادہ نیزے اور تیروں کے زخم دیکھے۔

اور اور روایت میں ہے کہ سارے زخم انہیں سامنے سے لگے تھے:

عن ابن أبي هلال قال أخبرني نافع أن ابن عمر ا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَقَفَ عَلٰى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ قَتِيْلٌ فَعَدَدْتُ بِهِ خَمْسِيْنَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَ ضَرْبَةٍ لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِيْ دُبُرِهِ يَعْنِيْ ظَهْرَهُ.②(صحیح بخاری)

ترجمہ: ابن ابی ہلال سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھے نافع نے خبر دی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بتلایا کہ میں جعفر کی لاش کے پاس کھڑا تھا، میں نے ان کے جسم پہ نیزے اور تلوار کے پچاس

① رواه البخاري: كتاب المغازي باب غزوة موتة من أرض الشام، الرقم: ٤٢٦١

② رواه البخاري: كتاب المغازي باب غزوة موتة من أرض شام، الرقم: ٤٢٦٠

زخم شمار کیئے، ان میں سے ایک زخم بھی
ایسا نہ تھا جو پیٹھ کی طرف ہو۔

فوائد مستنبطہ

① موتہ شام کا ایک علاقہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے ۸ ھ کو اس علاقہ میں تین ہزار کا لشکر روانہ کیا تھا، مقابلہ کیلئے ایک لاکھ کے قریب عیسائی جمع ہوئے تھے، شدید گھسمان کی جنگ ہوئی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے تین ہزار کے لشکر کو اس میدان میں فتح علا فرمائی۔

② اس حدیث سے جناب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری کا پتہ چلتا ہے کہ وہ زخموں سے چور ہونے کے باوجود آخر تک لڑتے رہے، ان کے جسم پر یعنی پیٹھ والی طرف نوے زخم نیزے اور تلواروں کے تھے، بقیہ زخم جسم کے باقی حصہ میں تھے۔

③ تشجیع کی غرض سے شہید کی ہیئت کا بیان کرنا: حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسروں کی تشجیع وتشویق کیلئے شہید کی ہیئت وکیفیت کو بیان کرنے کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زخموں کا عدد و کیفیت و ہیئت بیان کی۔

مخلص معذور کو گھر بیٹھے جنگ میں شریک مجاہد کے جتنا ثواب ملتا ہے

۳۹۔عن أنس بن مالك رضى الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ أَقْوَامًا مَاسِرْتُمْ مَسِيْرًا وَلَاقَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ! وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ.①

(صحیح بخاری)

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے، آپ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا: مدینہ میں ایسے لوگ ہیں جو (مدینہ میں موجود ہونے کے باوجود) سفر اور وادیوں میں تمہارے ساتھ رہے ہیں۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! وہ مدینہ میں ہی موجود رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں وہ مدینہ میں ہی موجود تھے ان کو عذر نے جنگ میں شرکت سے روک دیا۔

تشریح

رسول اکرم ﷺ نے یہ بات ان مخلص لوگوں کے بارے میں فرمائی جو دلی طور پہ جنگ میں شرکت چاہتے تھے مگر عذر ان کیلئے رکاوٹ بن گئے، بعض کے ساتھ جسمانی بعض کے ساتھ مالی مجبوریاں تھیں، ان کے اخلاص کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی جنگ میں شرکت کرنے والوں کے ساتھ ثواب میں شریک کر دیا۔

---

① رواہ البخاری: کتاب المغازی باب (۸۱) الرقم: ۴۴۲۳

جہاد فی سبیل اللہ ان جملہ اعمال خیرہ میں
سے ہے جو قیامت کے دن انسان کیلئے
سبب نجات بنیں گے

۴۰۔عن أبي عمرو الشیبانی قال: قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سألت رسول اللہ ﷺ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ "قَالَ: اَلصَّلَاۃُ عَلٰی مِیْقَاتِہَا" قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ قَالَ "ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ" قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ قَالَ "اَلْجِہَادُ فِيْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" فَسَکَتُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِيْ.①

(صحیح بخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوعمرو شیبانی سے روایت ہے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) (دین کے) کاموں میں سب سے افضل کونسا کام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا، میں نے پوچھا: پھر کون سا کام؟ آپ ﷺ نے فرمایا ماں باپ سے نیک سلوک کرنا، میں نے پوچھا: پھر کونسا کام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پھر میں خاموش ہو رہا اگر میں آپ ﷺ اور پوچھتا تو آپ ﷺ بیان کرتے۔

فوائد مستنبطہ

حدیث مذکور سے کئی باتوں کی اہمیت معلوم ہوتی ہے جن میں ذیل چیزیں شامل ہیں۔

① رواہ البخاري: کتاب الجہاد والسیر باب فضل الجہاد والسیر، الرقم: ۲۷۸۲، واللفظ لہ/مسلم: کتاب الایمان باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ أفضل الأعمال، الرقم: ۸۵

① وقت پر نماز پڑھنے کی فضیلت: جس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی نماز کا وقت آجائے تو اس وقت نماز پڑھنے سے افضل کوئی بھی عمل نہیں۔

② والدین کی خدمت: اسی طرح ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ان بہترین اعمال میں سے ہے جس پر انسان کو ثواب ملتا ہے۔

③ جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت: اور ساتھ ہی حدیث مذکور سے جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ وہ (جہاد فی سبیل اللہ) ان اعمال صالحہ میں سے ہے کہ جن پر قیامت کے دن انسان کو اجر و ثواب ملتا ہے۔

④ اعمال صالحہ پر حرص: حدیث مذکور سے اعمال صالحہ پر حرص بھی معلوم ہوئی، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حرص کہ وہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اعمال خیرہ کے متعلق سوال کر رہے تھے۔

مؤلف کی تالیفات (عربی)

① كشف الصدر فى شرح اسماء اهل بدر	مطبوع
② مجمع المعلومات	مطبوع
③ تاريخ الانبياء والرسل	تحت الطباعة
④ غزوات الرسول	مخطوط
⑤ المختصر فى انباء من غبر	تحت التاليف
⑥ دور سعد بن ابى وقاص فى الفتوحات الاسلامية	مخطوط
⑦ الدر الثمين فى مناقب أمهات المؤمنين	مطبوع
⑧ اتباع لا تقليد	مخطوط
⑨ اسباب الانحراف عن الحق	مخطوط
⑩ عظمة الرسول	مخطوط
⑪ من هو وحيد الزمان؟	مخطوط
⑫ المبشرون بالجنة	مخطوط

مؤلف کی تالیفات (اردو)

① شیر کا تھپڑ	مطبوع
② شرح ارکان الایمان	----
③ اقسام التوحید	----
④ اضواء التوحید	----
⑤ احسن القصص	----
⑥ اصدق القصص	----
⑦ تحفۃ او ماڑہ	----
⑧ فضائل جہاد	----
⑨ خود نوشت عبد الغفور	مخطوط
⑩ صلوٰۃ الرسول (فارسی)	----

مصادر و مراجع

ا: القرآن الکریم

ب: کتب الحدیث

① صحیح البخاری للامام ابی عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراھیم بن المغیرۃ البخاری (194-256ھ)

② صحیح مسلم للامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیساپوری (206-261ھ)

مؤلف کی تألیفات

شرح ارکان الایمان	اردو	مطبوع
شیر کا تھپڑ	اردو	مطبوع
أضواء التوحید	اردو	مطبوع
دور سعد بن أبی وقاص فی الفتوحات الاسلامیۃ	عربی	مخطوطہ
غزوات الرسول ﷺ	عربی	زیر طبع
کشف الصدر فی شرح أسماء اھل بدر	عربی	مطبوع
مجمع المعلومات	عربی	مطبوع
عظمۃ الرسول ﷺ	عربی	مخطوطہ
أحسن القصص	اردو	زیر طبع
اصدق القصص	اردو	مطبوع
تحفہ اور ماڑہ	اردو	زیر طبع
اقسام توحید (ربوبیت، الوہیت، اسماء وصفات)	اردو	مطبوع
فضائل الجہاد	اردو	مخطوطہ
تاریخ الأنبیاء والرسل علیہم السلام	عربی	زیر طبع
المختصر فی أنباء من غبر	عربی	زیر تألیف
صلاۃ الرسول ﷺ	فارسی	زیر تألیف
خودنوشت عبدالغفور	اردو	مخطوطہ